INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATME NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

۴۲

۲۴ شوال تا یکم ذیقعدہ ۱۴۱۶ھ بمطابق ۱۵ تا ۲۱ مارچ ۱۹۹۶ء

"مسلمان جسے کعبہ کہتے ہیں"
"وہ اصل میں مہادیو کا مندر ہے"

ابوظہبی کی "ہندو آرمی"
کی جانب سے ہندوؤں
میں
ہینڈ بل کی
تقسیم

مسلمانوں کے
وسائل کو
مسلمانوں کی
تباہی کے لئے
استعمال کرنے کا
شاطرانہ منصوبہ

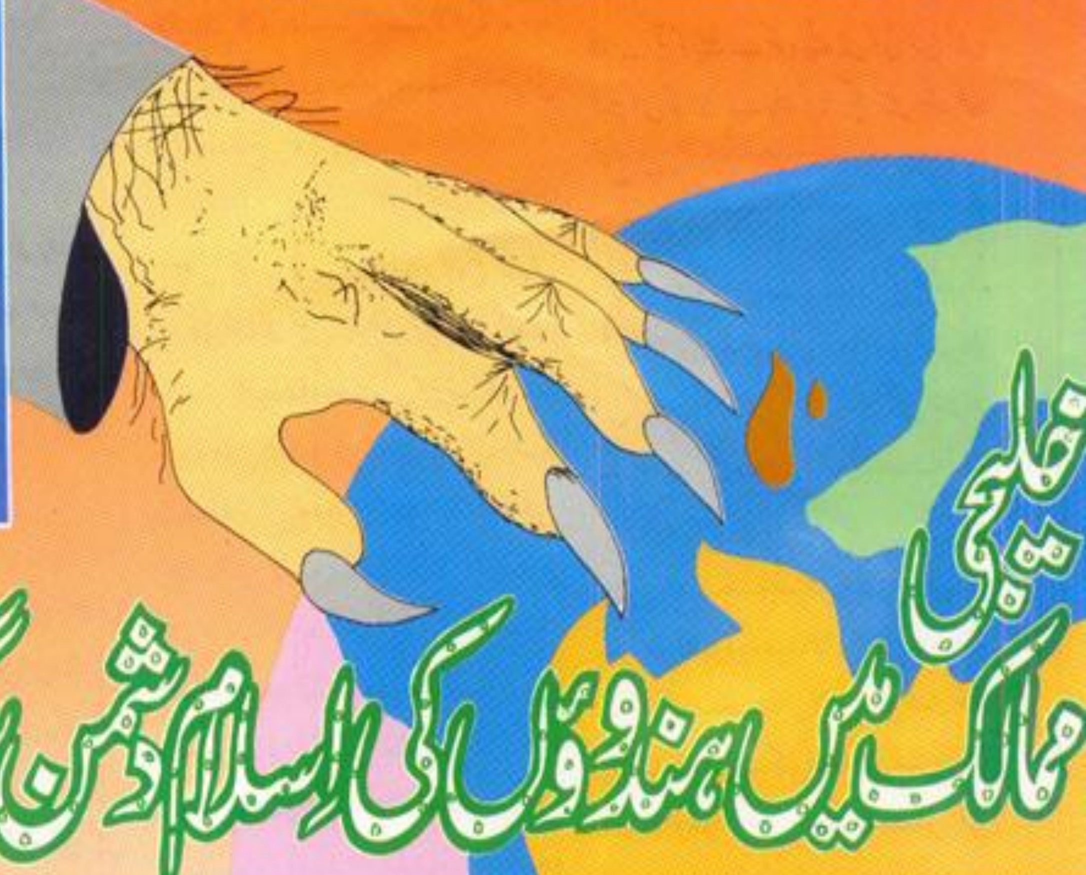

خلیجی ممالک میں ہندوؤں کی اسلام دشمن سرگرمیاں

پاکستان میں عیسائی مشنریوں کا مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ

محراب و منبر کے وارث کب تک خاموش رہیں گے؟

قبر کے احکام

سوال ۱ .... کیا قبرستان میں اپنے خاندان کے لئے جگہ مخصوص کرکے احاطہ بنوایا جاسکتا ہے۔

۲ ..... جو چھوٹی قبریں میں ظاہر نہیں کرنا چاہتا لامحالہ میرے خاندان کے افراد کی قبریں مستقبل میں انہیں قبروں کے اوپر بنیں گی۔ اس میں کوئی حرج تو نہیں۔

۳ ..... کیا قبر کے سرہانے کی طرف کوئی سایہ دار درخت مثلاً نیم وغیرہ لگانے کی اجازت ہے؟

۴ ۔ قبریں تو کچی ہوں گی۔ صرف سرہانے کی طرف جگہ سیمنٹ بجری سے پکی کرکے نام اور دیگر تفصیلات کا کتبہ لگانا تو ممنوع نہیں؟

۵ ..... اگر فوت ہونے سے پہلے قبر کھدوا کر اندر سے بلاکوں کی دیواریں بنا کر اوپر سے عارضی طور پر بند کروایا جائے جبکہ یہ قبر کسی خاص نام سے منسوب ہو (مثلاً میری والدہ محترمہ) آیا اس کی اجازت ہے۔

۶ ..... موت تو برحق ہے مگر کس کی پہلے یہ تو خدائے بزرگ و برتر ہی جانتا ہے۔ کیا کسی مخصوص شخصیت کے لئے پیشگی بنوائی گئی قبر میں اس سے پہلے کسی اور کے فوت ہونے کی صورت میں مذکورہ قبر میں دوسری میت دفنائی جاسکتی ہے۔

۷ ..... سنا ہے کہ پیشگی بنوائی گئی قبر خالی نہیں چھوڑی جاتی اس میں اناج گیہوں' چاول' باجرہ وغیرہ بھرا جاتا ہے۔ جو کہ ہر سال نکال کر خیرات کردیا جاتا ہے اور قبر میں نیا اناج بھرا جاتا ہے کیا یہ صحیح ہے۔

آخر میں آپ سے درخواست ہے کہ میرے حق میں دعا فرمائیں کہ رب ذوالجلال مجھے دین کی سمجھ اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جواب ۱ ... جائز ہے بشرطیکہ متولیان قبرستان باقاعدہ اس کی اجازت دے دیں۔

۲ ... وہ قبریں جن کو آپ ظاہر کرنا نہیں چاہتے اگر وہ اتنی قدیم ہوچکی ہیں کہ اندازہ کرنے پر معلوم ہوجائے کہ اس میں مردہ مٹی میں مل چکا ہے تو اس پر زائد مٹی ڈال کر اس کو بلند کرنا صحیح ہے تاکہ اس میں دوسری قبریں بن جائیں۔

"وحضر قبرہ" ولایحفر قبر لدفن آخر الاان بلی الاول فلم یبق لہ عظم الاان لایوجد فتضم عظام الاول ویجعل بینھما حاجز من تراب ...الخ

(ردالمحتار ج ۲ ص ۲۳۳)

۳ ... قبر پر درخت وغیرہ لگانا بظاہر ممنوع نہیں اور کوئی مضائقہ نہیں۔ بشرطیکہ تبریک اور تخفیف کا عقیدہ نہ ہو۔ ویسے اس کا ترک احوط ہے۔

ویوخذ من ذلک و من الحدیث ندب وضع ذلک للاتباع' ویقاس علیہ ما اعتید فی زماننا من وضع اغصان الآس ونحوہ' و صرح بذلک ایضا جماعۃ من الشافعیۃ' وھذا اولی مما قالہ بعض المالکیۃ من ان التخفیف عن القبرین انما حصل ببرکتید ہ الشریفۃ صلی اللہ علیہ وسلم او دعائہ لھما فلا یقاس علیہ غیرہ' وقد ذکر البخاری فی صحیحہ ان بریدۃ بن الحصیب رضی اللہ عنہ اوصی بان یجعل فی قبرہ جریدتان۔

(ردالمحتار ج ۲ ص ۲۴۵)

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۵ ص ۴۱۵)

۴ ... اگر ضرورت سمجھی جائے کہ قبر کا نشان باقی رہے تو اس پر وقتاً "فوقتاً" مٹی ڈالی جاسکتی ہے نیز قبر کا نشان باقی رکھنے اور اس خیال سے کہ قبر کی بے حرمتی اور توہین نہ ہو اور لوگ اس کو پامال نہ کریں تو اس پر نام اور تاریخ وفات بھی لکھی جاسکتی ہے۔

ولن احتیج الی الکتابۃ حتی لایذھب الاثر ولایمتھن فلاباس بہ فاما الکتابۃ بغیر عذر فلا الخ

(شامی ج ۲ ص ۲۳۸)

۵ ... قبر کو پہلے سے کھود لینے میں کوئی حرج نہیں' البتہ اس کو اندر سے پختہ کرنا صحیح نہیں بلکہ مکروہ تحریمی ہے۔

۶ ... اگر اس قبرستان میں دوسری قبر کھودنے کی گنجائش ہے تو اس میت کے لئے دوسری قبر کھدوا کر دفن کریں ورنہ دوسرے کی کھودی ہوئی قبر میں بغیر اس کی اجازت کے دفن کرنا درست نہیں البتہ اس کے کھودنے کی قیمت دے کر اور اجازت لے کر دفن کرنا صحیح اور جائز ہے۔

رجل حفر لنفسہ قبرا فی مقبرۃ ھل یکون لغیرہ ان یقبر فیہ میتۃ قالوا ان کانت المقبر سعۃ فالمستحب لہ ان لایوحش الذی حفر وان لم تکن فی المکان سعۃ کان غیرہ ان دفن میتۃ وھو کرجل بسط المصلی فی المسجد او نزل فی الرباط فجاء آخر فان کانت فی المکان سعۃ لایوحش الاول ولوان الثانی دفن میتۃ فی ھذا القبر قال ابو نصر لایکرہ ذلک کذا فی الظھیریۃ

(فتاویٰ عالمگیری بحوالہ فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۱۹۲' ج ۱ ص ۲۲۹)

(فتاویٰ شامی ج ۱ ص ۸۳۹ تا ۸۴۰)

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص ۱۰۲)

۷ ... یہ ایک بے اصل بات ہے اور عوام الناس کی خود ساختہ ہے قرآن و سنت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

جلد ۱۴ شمارہ ۴۲

۲۲ شوال تا کم ذیقعدہ ۱۴۱۶ھ
بمطابق ۱۵ تا ۲۱ مارچ ۱۹۹۶ء

قیمت ۵ روپے

سرپرست: حضرت مولانا خان محمد مدظلہ

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول: عبدالرحمن باوا

مدیر منتظم: مفتی منیر احمد اخون

مجلس ادارت

○ مولانا عزیز الرحمن جالندھری ○ مولانا اللہ وسایا
○ مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
○ مولانا منظور احمد حسینی ○ مولانا محمد جمیل خان
○ مولانا سعید احمد جلالپوری

مدیر: حسین احمد نجیب

سرکولیشن منیجر: عبداللہ ملک

قانونی مشیر: حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

ٹائیٹل ویشن ٹینگ: ارشد دوست محمد

اس شمارے میں

اداریہ	۳
خلیجی ممالک میں ہندوؤں کی اسلام دشمن سرگرمیاں	۶
کیا پاکستان عیسائی ریاست ہے؟	۸
مرزا قادیانی۔ نبی یا نفسیاتی مریض	۱۰
بنیاد پرستی۔ اعزاز یا الزام	۱۴
معاشرتی اور سماجی زندگی کا تقابلی جائزہ	۱۸
نقوش اسلاف	۲۲

زر تعاون

سالانہ ۲۵۰ روپے ششماہی ۱۲۵ روپے سہ ماہی ۷۵ روپے

بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۱۰۰ امریکی ڈالر
یورپ، افریقہ ۷۰ امریکی ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ
اور ایشیائی ممالک ۶۰ امریکی ڈالر

چیک یا ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ
نمبر ۳۰۳۳ کراچی پاکستان ارسال کریں

LONDON OFFICE
35 STOCKWELL GREEN
LONDON, SW9, 9HZ, U.K.
PHONE: 071-737-8199.

رابطہ دفتر

جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی
فون 7780337 فیکس 7780340

مرکزی دفتر

حضوری باغ روڈ ملتان فون نمبر 514122

مدیر: عبدالرحمن باوا طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: ۱۰۳ بنوری ٹاؤن کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کی بحیثیت مشیر تقرری!

۱۲مارچ کے دی نیوز کی خبر ہے کہ:

"لاہور: نیشنل اکیڈمی برائے میڈیکل سائنسز پاکستان کی طرف سے منگل کو فزکس اور فزیالوجی میں نوبل انعام یافتگان پروفیسر عبدالسلام اور پروفیسر آر جے رابرٹس کو اعلیٰ اعزازات دیئے گئے ہیں۔ پروفیسر آر جے رابرٹس جن کو خصوصی طور پر پاکستان بلوایا گیا تھا' ان کو جدید تحقیق اور ان کے ایک لیکچر پر پی ایچ ڈی کی اعزازی ڈگری دی گئی جبکہ پروفیسر عبدالسلام جو اپنی ناسازی طبع کے باعث پاکستان نہ آسکے' ان کی مستحسن خدمات کے اعتراف میں نیشنل اکیڈمی برائے میڈیکل سائنسز کا مشیر مقرر کیا گیا۔ یہ پہلی دفعہ ہے کہ پاکستان میں سائنس دانوں نے پاکستان کے واحد نوبل انعام یافتہ سائنس دان کو عملی طور مانا ہے۔ اے پی پی"

پاکستان میں سرکاری سطح پر ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کی سترویں سالگرہ کے ڈھنڈورے سے یہ اندیشہ پیدا ہوگیا تھا کہ قادیانیت نوازی کے لئے حکومتی سطح پر کچھ لاوا پک رہا ہے۔ ہمارا خیال تھا کہ وزیراعظم صاحبہ کے مشیروں کی فوج ظفر موج میں ڈاکٹر صاحب کے نام کا بھی اضافہ ہوجائے گا مگر وزیراعظم صاحبہ کی "سیاسی مہارت" شاید کام آئی کہ سوچنے سمجھنے اور اظہار خیال سے بالکل ہی معذور ہوجانے والے شخص کو اپنا مشیر نہ بنا کر جگ ہنسائی سے انہوں نے اپنا دامن بچالیا۔ البتہ "نیشنل اکیڈمی" کے "سائنس دانوں" نے اپنی سائنٹفک سوچ کا اظہار کرتے ہوئے نئی مغربی پیچیدہ بیماری "پروگریسو سپرائیو کلاپالسی" کے شکار ڈاکٹر عبدالسلام کو ان کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے نیشنل اکیڈمی برائے میڈیکل سائنسز کا مشیر مقرر کرلیا۔ اور سرکاری خبر رساں ایجنسی اے پی پی کی خبر کے مطابق یہ پہلی دفعہ ہوا کہ پاکستان میں سائنس دانوں نے پاکستان کے واحد نوبل انعام یافتہ سائنس دان کو عملی طور پر مانا ہے۔

عوام اور صحافت کے حافظہ میں یہ بات محفوظ ہوگی کہ ۱۹۷۹ء میں خفیہ ہاتھوں نے سازش کرکے ڈاکٹر عبدالسلام کو ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری دینے کا ڈرامہ رچایا اور اس کے لئے اسٹیج بھی قومی اسمبلی کی اسی عمارت میں سجایا گیا جس میں ڈاکٹر عبدالسلام کے قادیانی گروہ کو امت مسلمہ سے الگ اور غیر مسلم اقلیت تسلیم کیا گیا اور سرکاری سطح سے اس کارروائی پر "آخری مہر" ثبت کردی گئی۔ اس وقت کے انہی خفیہ ہاتھوں نے ڈاکٹر عبدالسلام کو "مسلم سائنس دان" کہنے اور کہلوانے اور ان کے ذریعے اسلامی ممالک کی سائنس فاؤنڈیشن قائم کرانے کی بھرپور کوشش کی مگر مرزائی نبوت لعنت کے گرفتار ڈاکٹر صاحب مسلم سائنس دان تسلیم نہ کئے گئے جس پر وہ جھنجلائے اور پاکستان کو لعنتی ملک قرار دے کر اپنے دیرینہ مربی و پشت پناہ انگریزوں کے پاس چلے گئے اور تقریباً" دو عشروں سے بقول خود اس لعنتی ملک کی سرزمین پر قدم رکھنا بھی گوارا نہ کیا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر ڈاکٹر صاحب کی کونسی نئی تحقیقات نے دامن سائنس کو مالا مال کردیا ہے کہ پاکستانی حکمران بھی ان کے فراق میں بے کل ہورہے ہیں اور سائنس دان بھی اس متاع گراں سے مستفید ہونے کے لئے بے چین نظر آتے ہیں۔ ہماری دانست میں "قادیانیت نوازی" کے سوا اس تمام شور شرابے کی کوئی حقیقت نہیں۔ وزیراعظم اور ان کی پارٹی کے بارے میں ہم یہ گمان نہیں رکھتے کہ وہ ماضی قریب کی تاریخ سے بھی اس قدر نابلد ہیں۔ پیپلز پارٹی کے بانی ذوالفقار علی بھٹو قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے بعد اگر آئینی و قانونی تقاضوں کو پورا کرنے کی طرف متوجہ ہوتے تو تاریخ میں ان کا نام سنہری حروف سے لکھا جاتا مگر ان کے گرد ایسے لوگوں نے گھیرا ڈال رکھا تھا جنہوں نے قادیانی سربراہ کے سامنے انہیں معافی کے خواستگار کے طور پر پیش کیا۔ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینا ایک عظیم فیصلہ تھا لیکن تاریخ کے صفحات میں مسٹر بھٹو کو دو جرائم کی سزا کا استحقاق عطا کیا گیا۔ قادیانیوں کے نقطہ نظر سے تو ان کا جرم واضح تھا۔ مالک الملک اور امت محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے نزدیک ۱۹۷۴ء کے صحیح اور تاریخی فیصلے کے عملی نفاذ سے گریز اور پہلو تہی کی روش اختیار کرنا ان کا ناقابل معافی جرم تھا۔ وہ مسبب الاسباب اور مالک کائنات کی خوشنودی کے حصول کی راہ چھوڑ کر مخلوق بانیہ کی رضا جوئی میں

لگ گئے۔

چاہئے تو یہ تھا کہ تاریخ سے مثبت سبق حاصل کیا جاتا مگر افسوس موجودہ حکمرانوں نے ماضی کی غلط روش ہی کو اپنانے کا ارادہ کیا ہے۔ اور تاریخ پھر اپنے صفحات کھولے منتظر ہے۔

حکمران ہوں یا عوام' امراء ہوں یا غریب ہر وقت سب کے پیش نظر یہ حقیقت رہنی چاہئے کہ "اسلام" اللہ کا آخری دین ہے جو قیامت تک اس کائنات کے جنوں اور انسانوں کی فلاح کی ضمانت بناکر بھیجا گیا ہے۔ اسلام کو قیامت تک زندہ و تابندہ رکھنے کا ذمہ اللہ نے خود لیا ہے۔ طاقت یا مہارت سے اسلام کو مٹادینے کا ارادہ رکھنے والی ہر قوت مٹ جائے گی خواہ اس کی کرسی کتنی ہی مضبوط کیوں نہ ہو۔ "قادیانیت" سو سال پہلے انگریز کی جس طاقت کے بل بوتے پر مسلمانوں پر مسلط کی گئی تھی وہ طاقت سمٹ کر اپنے خول میں چلی گئی۔ پھر نصف صدی سے امریکہ اس کا سہارا بننے کی فکر میں ہے۔ روس نے اپنے طریقوں سے اسلام کو مٹانے کی کوشش کی مگر اسلام نہ صرف اس کے زیر تسلط علاقوں میں اس بڑی شان سے ابھرا ہے بلکہ پورا مغرب لرزہ براندام ہے ۔۔۔ حکمرانوں سے ہماری مخلصانہ اپیل ہے کہ نادان دوستوں سے دامن بچانے کی فکر کریں۔ اسلام دشمنوں کی پشت پناہی کے جرم سے اجتناب کریں۔ یاد رکھئے اسلام قیامت تک زندہ و تابندہ رہے گا اس کو مٹانے کی کوشش کرنے والے جلد یا بدیر یقیناً" مٹ جائیں گے۔ ہر شخص باسانی فیصلہ کرسکتا ہے کہ اسکے فکر و عمل کا وزن کس پلڑے میں جاتا ہے۔ میزان' تاریخ کی تو قائم ہے اور حساب کی عنقریب قائم ہونے والی ہے۔ والوزن یومئذ الحق وما توفیقی الا باللہ

اقلیتوں کو دوہرے ووٹ کا حق یا عقل کا ماتم ؟

سنا ہے جنگل میں بھی کوئی قانون نافذ ہے۔ ماہرین حیوانیات کہتے ہیں کہ جنگل میں تمام جانور اپنی بود و باش میں اس قانون کی پابندی کرتے ہیں۔ "کتاب الحیوان" کے نام سے مشہور عربی کتاب اور اس کا مکمل اردو ترجمہ باسانی دستیاب ہے۔ اس کتاب کو پڑھ کر معمولی سمجھ بوجھ والا انسان بھی ہماری شنیدہ باتی کی تصدیق کرسکتا ہے۔ مگر افسوس کہ پاکستان نصف صدی سے ایسے قانونی نظام سے عملاً" محروم چلا آرہا ہے جس کی پاسداری یہاں کے شہریوں کا ہر طبقہ اپنا فریضہ سمجھتا ہو۔ یہاں تک کہ اسلام کے صاف ستھرے قوانین کو بھی مسخ کرکے نافذ کرنے کی روش جاری ہے۔ "مسلم عائلی قوانین" اور "مضاربہ" کی بنیاد پر بینکاری نظام اس کی دو مثالیں سامنے ہیں۔ قوانین الٰہیہ کو مسخ کرنے والوں کی عقل و خرد بھی مسخ ہوجاتی ہے اس کی تازہ مثال "اقلیتوں کو دوہرے ووٹ کا مجوزہ قانون" ہے۔ مغرب کی درسگاہوں کے پروردہ اور مغربی افکار کے گرویدہ حکمرانوں نے حصول مقصد کے لئے ووٹ شماری کی بنیاد پر قائم "جمہوریت" کا سہارا تو لے رکھا ہے مگر تعجب ہے کہ اس مغربی جمہوریت کے اصول و ضوابط کی اپنے لئے پابندی کسی طور گوارا نہیں۔ جمہوریت کا بنیادی اصول "ایک شخص ایک ووٹ" آج تک مسلم چلا آیا۔ دوسرا اصول "اکثریت کا حق حکمرانی" ہے۔اقلیت کے حقوق کی نگہداشت کے اصول ہمیشہ فلاحی بنیاد پر ہوتے ہیں۔ عقل و خرد کا دیوالیہ پن کہا جائے یا ناقصات العقل والدین (حدیث نبوی کے مطابق دین میں عورتوں کے لئے مخصوص اصطلاح' یعنی عقل اور دین دونوں میں ناقص) کی سوچ کا شاخسانہ' کہ ایک ملک میں جمہوری اصول کے مطابق اکثریت کو تو صرف "ایک شخص ایک ووٹ" کا حق حاصل ہو مگر اقلیت کو "ایک شخص دو ووٹ" کا مستحق قرار دے دیا جائے۔ مسلمان عورت کو دو اور کافر عورت کو تین' چار ووٹ بیک وقت ڈالنے کی اجازت ہو۔ اس پر ایک تاریخی لطیفہ بھی یاد آیا۔ جب پاکستان کے صرف دو صوبے تھے۔ مشرقی و مغربی پاکستان اور ایوب خان کا دور تھا۔ مغربی پاکستان کی وزیر تعلیم بیگم محمودہ سلیم نے اسمبلی کی تقریر میں علماء پر تنقید کرتے ہوئے بلا جھجک مضحکہ خیز مطالبہ کیا کہ اسلام مردوں کو چار شادیوں کی اجازت دیتا ہے تو عورت کو کیوں نہیں دیتا؟ اگر موجودہ حکومت نے بھی اس طرف توجہ مبذول کرلی تو پھر کیا ہوگا؟ پاکستان کے مسلمانوں خصوصاً" ارکان اسمبلی کو اس پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے۔ اصل حقیقت تو وہی ہے کہ:

لن یفلح قوم ولوا امرھم امراۃ ۔۔۔۔۔ (بخاری) ترجمہ ....وہ قوم ہرگز فلاح نہیں پاسکتی جس نے اپنی زمام کار عورت کے سپرد کردی۔

ختم نبوت KHATME NUBUWWAT

الحاج اقبال احمد خان

خلیجی ممالک میں ہندوؤں کی اسلام دشمن سرگرمیاں

امریکہ اور یورپ کی طرح ہندوؤں نے مشرق وسطیٰ میں بھی کافی عرصے سے اپنی مکارانہ کارروائیوں کا آغاز کیا ہوا ہے۔ انہوں نے ان ممالک میں سب سے پہلے تجارت و کاروبار اور سول سروسز پر چھانے کی کوشش کی ہے جس میں انہوں نے کافی حد تک کامیابیاں بھی حاصل کی ہیں۔ پاکستان کا باسمتی چاول جو اپنی انفرادی خوشبو کی وجہ سے پوری دنیا میں مقبول ہے اور اپنی ایک خاص پہچان رکھتا ہے بلکہ فرانس تک یہ چاول بڑے شوق سے استعمال کیا جاتا ہے' سعودیہ کی مارکیٹ سے راتوں رات یہ چاول بڑے پیمانے پر خرید اگیا اور اس میں پتھر اور مٹی ملا کر دوبارہ مارکیٹ میں سپلائی کیا گیا جس سے ہمارا باسمتی چاول اپنی پہچان کھو بیٹھا۔ اب کسی بھی مارکیٹ میں جائیں انڈیا کے سفید ذائقہ چاول کے تھیلے ہر دوکان سے ملتے ہیں۔ حیرانی اس بات پر ہوتی ہے کہ اس وقت کی پاکستان رائس ایکسپورٹ کارپوریشن کیا کر رہی تھی۔ پاکستان کے تولیئے' جرابیں بنیانیں جو دنیا بھر میں نمبرون ہیں یہاں کی مارکیٹ میں کسی خاص سازش کے تحت ان کو متعارف ہی نہیں کروایا گیا۔ اس کے برعکس یہاں کی دوکانیں اور مارکیٹیں ہندوستانی گرم کپڑے' گرم شالوں اور ریڈی میڈ گارمنٹس سے بھری پڑی ہیں۔ یہی صورت حال فروٹ مارکیٹ کی ہے۔ پاکستانی آم کا مقابلہ دنیا بھر میں نہیں۔ لیکن بڑے ہندو تاجروں نے فروٹ مارکیٹوں پر کچھ اس طرح کنٹرول کیا ہے کہ ہمارے سندھڑی اور چونسے کو ہندوستان کے گلے سڑے اور کھٹے آموں نے مارکیٹ سے مار بھگایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوؤں کی کارستانیوں کی وجہ سے گلف ریاستوں کی ہر قسم کی مارکیٹ میں ہندوستانی ناقص مال بھرا ہوا نظر آتا ہے۔

اس کے علاوہ بڑی بڑی معتبر کمپنیوں میں کلیدی عہدوں پر ہندو قابض ہیں جو کمپنی کے مالک کو اپنے اعتماد میں لے کر چاہے اس کے لئے انہیں جو کچھ بھی کرنا پڑے کر گزرتے ہیں۔ مسلمان ورکروں کی شکایات بنا بنا کر انہیں نوکری سے نکلوا دیتے ہیں اور ان کی جگہ پر انڈیا سے ہندو بھرتی کر کے لائے جاتے ہیں۔ اگر یہ چال کسی وجہ سے نہ چل سکے تو پھر ہندوؤں کو مسلمان پاسپورٹ پر یہاں بلوایا جاتا ہے۔ ایسے ہزاروں ہندو خلیجی ممالک میں مسلم ناموں سے کام کر رہے ہیں۔ منطقہ شرقیہ سعودی عرب میں الحسینی گروپ میں کتنے ہی ڈرائیور جعلی مسلمان بن کر نوکریاں کر رہے ہیں۔ اگر کسی ہندو سے مذہب کا سوال کیا جائے تو اپنے آپ کو مسیحی بتاتے ہیں۔ آر۔ ایس۔ ایس' وشوا ہندو پریشد شیو سینا اور بجرنگ دل کے ہزاروں تربیت یافتہ ہندو غنڈے ان ممالک کی بڑی بڑی معتبر کمپنیوں میں عام ورکروں سے لے کر بڑے عہدوں پر کام کر رہے ہیں جو ہر ماہ لاکھوں ڈالر زر مبادلہ ان نازی جماعتوں کو بھیج رہے ہیں ہزاروں ہندوؤں نے لاکھوں روپے ایودھیا (فیض آباد جہاں بابری مسجد کو شہید کیا گیا) میں لاکھشش مندر کے سامنے واقع دفتر میں رام دیال مترن نامی پروہت کو بجھوائے اور پھر اس پیسے کے زور سے ان نازی جماعتوں کے جھتوں نے مسلمانوں پر ظلم توڑنے کی انتہا کر دی۔

دو ہندو لڑکوں نے اسلام سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ رات کو سب ہندوؤں نے مل کر ان کو خوب مارا۔ یہ بات جب علماء کے علم میں آئی تو فوراً" رد عمل ہوا اور اس کمپنی کے سارے ہندوؤں کے نئے اگر یمنٹ روک لئے گئے اور خاص کر سعودی رائل نیول فورسز سے تو ہندوؤں کا مکمل صفایا ہو چکا ہے اور اب کسی بھی نئے ہندو کی ڈیفنس میں بھرتی پر مکمل پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ ہندوؤں نے ہوٹلوں اور ریسٹورنٹس کی آڑ میں سعودیہ کی پاک سرزمین پر مندر تک چالو کرنے کی ناپاک جسارت کی ہے۔ ان ہوٹلوں اور ریستورانوں کے نام ہندوؤں کے بعض بڑے مندروں کے نام پر رکھے جاتے۔ جن کا سعودی حکام سمیت کسی کو بھی پتہ نہیں ہوتا کہ اس ہوٹل کا نام تو ہندوؤں کے فلاں مندر کے فلاں نام پر ہے۔ جب کہ سب ہندوؤں کو معلوم ہوتا ہے اور پھر خفیہ طور پر ان کے اندر ہندوؤں کے خاص تہوار منائے جاتے ہیں۔ اسی قسم کا ایک ہوٹل الجبل کے قصبہ میں اراودھنا کے نام سے کھولا گیا تھا۔ اراودھنا ہندوؤں کی ایک عبادت کا نام ہے۔ الحمدللہ' اس ہوٹل میں مورتیوں کے سامنے خفیہ طور پر اپنا تہوار مناتے ہوئے ہندوؤں کو سعودی خفیہ پولیس کے حوالے کر کے کیفر کردار تک پہنچایا جا چکا ہے۔ اسی قسم کا ایک ہوٹل تر پلیتی' دمام شہر میں کھولا گیا جو کہ ہمارے نوٹس میں آچکا ہے ان شاء اللہ بہت جلد اس پر بھی ہاتھ ڈالا جائے گا۔

تر پلیتی ہندوستان میں ایک بہت بڑے مندر کا نام ہے۔ اس قسم کی وارداتوں پر نظر رکھنے کی بہت ضرورت ہے۔ جہاں بھی کسی کو شک گزرے سعودی علماء کے علم میں فوراً" یہ واقعہ لایا جائے۔ سعودی علماء کرام ایسے واقعات کا فوری نوٹس لیتے

ہیں۔ عالم اسلام کو ان واقعات سے یہ اندازہ ہو جانا چاہئے کہ ہندو سانپ اور ناگ ان ممالک میں کس قسم کی معاندانہ سرگرمیوں میں ملوث ہیں۔

گلف ممالک کے ہندو تاجروں نے نہ صرف بابری مسجد کے انہدام میں بھرپور حصہ لیا بلکہ اس کے تمام اخراجات کے لئے یہاں سے روپیہ فراہم کیا۔ بہت سے ہندو تاجر جو ارب پتی ہیں ان گروپوں میں شامل ہیں جنہوں نے انتہائی سرگرم حصہ لیا۔ مثلاً" دوبئی کا شطی گروپ سعودی عرب کا راجہ جٹ دوانی اور اروڑہ گروپ اس کے علاوہ SADIC گروپ آف کمپنیز جس میں پٹرکیمیا' سرف اور حدید شامل ہیں۔

ہندوستان کی نازی جماعتوں کے ولئے انہی گروپوں نے سونے کی اینٹیں تک یہاں سے روانہ کی ہیں۔ گلف کے علاقہ میں تقریباً" ۲ لاکھ ہندو فرقہ پرست اہم پوزیشنوں پر کام کر رہے ہیں۔ ایس اے۔ کیبل کمپنی و یوسف بن احمد کانو گروپ اور بن زاغر گروپ میں پورے کے پورے ہندو ہیں۔ تقریباً" ایک سو کمپنیاں ایک ہی ملک میں ہیں جن میں ۹۰ فیصد ہندو موجود ہیں اور ان پر انہی کا کنٹرول ہے۔

دلت وائس بنگلور نے یکم اکتوبر ۹۳ء کے شمارے میں ابوظہبی سے اتم کمار کا ایک خط شائع کیا ہے جس سے اس امر پر روشنی پڑتی ہے کہ ہندو خلیجی ممالک میں کس قسم کی سرگرمیوں میں ملوث ہیں۔ ان کے دل میں اسلام اور مسلمانوں کے لئے دشمنی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے اور مسلمانوں کے ساتھ وہ کیا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ان کے عزائم کتنے خطرناک ہیں۔ اتم کمار نے ایک ہینڈ بل روانہ کیا ہے جو ابوظہبی کی ہند آرمی (ہندو نوجوان فوج) کی طرف سے تقسیم کیا گیا ہے۔ اس میں لکھا ہے:

"اب وقت آگیا ہے کہ ہندو اٹھے اور ہندو مذہب کی خدمت اور دفاع کے لئے کھڑا ہو جائے۔ یہ شیاطین گائے کھانے والے' گوشت کھانے والے مسلم درندے جن کا مذہب انہیں صرف قتل کرنا' معصوم لوگوں کا صفایا کرنا اور ملکوں کو تباہ کرنا سکھاتا ہے' جن کے نزدیک اپنے ہی ماں باپ و بھائی بہن اور اپنے ہی رشتے داروں کو قتل کرنا جائز ہے جو اپنی لڑکیوں کو زندہ دفن کرتے آئے ہیں' اب ایک بار پھر اسلام کے نام پر ہندوستان اور ہندو مذہب کو تباہ کرنے کے لئے تیار ہوئے ہیں۔ ان مسلمانوں کی ہمت بہت بڑھ گئی ہے وہ ہندوستان میں "اللہ اکبر" شیطانی نعرہ (نعوذ باللہ) لگانے لگے ہیں۔ ہم کو ان کا منہ توڑ جواب دینا ہے۔ ان کو کچل کر رکھ دینا ہے۔ ان کے شیطانی عزائم اور شیطانی قوت کو ختم کر کے رکھ دینا ہے۔ ورنہ لاکھوں ہندو بھائیوں کی روح جو ۴۷ء کی تقسیم کے وقت ہلاک کئے گئے تھے۔ ہمیں معاف نہیں کرے گی۔ ہم ان لاکھوں بہنوں اور بیٹیوں کو کیونکر بھول سکتے ہیں جن کی ان وحشی درندوں نے عصمت دری کی' انہیں ستایا اور ہلاک کیا۔ یہ مسلمان ہمارے مادر وطن ہندوستان کو دوبارہ بری نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔ آخر ہم کب تک چوڑیاں پہنے گھروں میں بیٹھے رہیں گے اور ان سے ڈرتے رہیں گے جو ہمارے مقابلے میں مٹھی بھر سے زیادہ نہیں ہیں۔ ہماری رگوں میں شیواجی' مہاپرتاپ اور اشوک کا پاک و صاف اور بہادر خون گردش کر رہا ہے۔ ہم انہی کے بیٹے ہیں۔ پس بیدار ہو جاؤ' آج ہی جو کچھ کرنا ہے کرو۔ ورنہ آنے والا کل ہماری بزدلی پر ہمیں بددعا دے گا۔ اگر تمہارے جسم میں ہندو باپوں کا خون اور ہندو ماؤں کا دودھ ہے تو اٹھو اور بڑی جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ' جو ہندوؤں کی بقا کی جنگ ہے۔ ہمیں نوسٹرڈام کی ۴۰۰ سالہ پرانی پیش گوئی کو سچ کر دکھانا ہے۔ اس نے لکھا ہے چودھویں صدی میں اسلام کی موت یقینی ہے۔ ہم ہندوؤں نے یہ موت طاری کر کے دکھانی ہے۔ ہمیں صرف ایودھیا کو آزاد کرانا نہیں ہے بلکہ کاشی اور متھرا کو بھی آزاد کرانا ہے اور اس کے بعد مکہ میں واقع کعبہ کو بھی۔ مسلمان جس کو کعبہ کہہ رہے ہیں وہ اصل میں مہادیو کا مندر ہے۔"

اس خط سے خواب غفلت میں ڈوبے ہوئے مسلمانوں کو جاگ جانا چاہئے۔ ہماری حکومت کو بھی ہندوؤں سے جو خیر کی توقع ہے وہ بھلا دینی چاہئے۔ یورپ و امریکہ' برطانیہ اور کشمیر میں محاذ پر مسلم نوجوانوں کو ہندوؤں کے دانت کھٹے کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہئے۔

بقیہ: تقابلی مطالعہ

واطن ہے' نیز یہ دنیا اللہ تعالیٰ کی نظر میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی بلکہ اس کی وقعت ایک مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں جیسا کہ حدیث میں ہے (ترمذی ص ۵۶ ج ۲) اور یہ دنیا کھیل کود اور دھوکے کا سامان ہے (سورہ حدید آیت نمبر ۲۰)

لہٰذا اللہ تعالیٰ کی رضا اگر حاصل کرنی ہے جو مالک کون و مکان ہے اور اس کے عذاب سے بچنا ہے تو اس دنیائے دوں کے محبوب مطلوب نہ ہو۔ اور آخرت جو اصل زندگی ہے اس کی اصل فکر ہونی چاہئے۔ اور اپنی دوڑ دھوپ اور فکر و سعی بس آخرت کے لئے ہو اور دنیا سے اس کا تعلق صرف ناگزیر ضرورت کے بقدر ہو۔ اور اس کے قلب مومن کی صدا یہ ہو۔۔۔

باخداوند کریم کار و باخلائق کار نیست

اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحمت اور اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں اس پر عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔ (آمین)

بقیہ: مرزا غلام احمد "نبی" یا نفسیاتی مریض

شعور نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ خواہشات لاشعوری ہوتی ہیں۔ چونکہ یہ خواہشات نہایت غیر اخلاقی اور ناقابل قبول سمجھی جاتی ہیں جو مریض کو پریشان کرتی ہیں۔ نتیجہ" مریض احساس گناہ اور احساس کمتری میں مبتلا ہو جاتا ہے پھر اس کی تلافی کرنے کے لئے مرزا صاحب نے اپنے آپ کو بلند و اعلیٰ بنا کر پیش کیا۔ اس طرح اپنے وسوسوں کو ناقابل قبول اور متنفرانہ تمناؤں کے خلاف دفاعی فصیل بنا دیا۔

کیا پاکستان عیسائی ریاست ہے؟

محراب و منبر کے وارث کب تک خاموش رہیں گے؟

جناب خالد محمود صاحب

"کراچی (کامرس رپورٹر) نو مسلم خاتون ناصرہ شریف نے مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ میرے بچوں کو عیسائیوں کے مذموم عزائم سے بچایا اور بچوں کو تحفظ فراہم کیا جائے۔ وہ کراچی پریس کلب میں پریس کانفرنس سے خطاب کر رہی تھیں۔ ناصرہ شریف نے کہا کہ عیسائی مجھے ۲۳ سال قبل اسلام قبول کرنے کی سزا دے رہے ہیں اب انہوں نے میری دو بیٹیوں کو عیسائی بنا کر ان کی شادی عیسائی نوجوانوں سے کر دی ہے۔ انہوں نے کہا کہ عیسائی مشنری فلاحی اداروں کے نام پر کھلے عام تبلیغ کر رہے ہیں اور مسلمان ان کے عزائم سے بے خبر یا ہم الجھے ہوئے ہیں۔ مسز ناصرہ نے کہا کہ میں نے بے شمار جاننے والے مسلمانوں کو اپنے واقعات سنائے لیکن مسلمان بھائیوں نے میری مدد کرنے کی بجائے مجھے عیسائی مشنریوں کی طاقت سے ڈرانا شروع کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس شہر اور ملک میں میری کوئی مدد کرنے والا نہیں۔ شوہر نے مجھے چھوڑ دیا ہے۔ میرا گھر لٹ گیا ہے۔ انہوں نے تمام مسلمان بھائیوں سے اپیل کی کہ وہ اللہ کے نام پر میری مدد کریں۔"

(روزنامہ جنگ کراچی ۱۹ دسمبر ۱۹۹۳ء)

حساس اور دردمند مسلمانوں کو یہ فریاد یاد ہوگی جو تقریباً ایک سال قبل شائع ہو چکی ہے' اس نو مسلم خاتون کی فریاد ہم سب کے لئے بہت فکر انگیز ہے' حالیہ چند برسوں سے وطن عزیز میں عیسائی مشنریوں اور تنظیموں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیاں اور ملک گیر پیمانے پر ان کے احتجاج و مظاہرے اور ناموس رسالت آرڈیننس کے بارے میں ان کے شر انگیز بیانات ہم سب کے لئے بہت ہی فکرمندی کی بات ہے۔ ہم یہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ حالیہ برسوں میں توہین رسالت کے کئی شرمناک واقعات پیش آئے' مگر تادم تحریر کوئی مجرم کیفر کردار کو نہیں پہنچا۔

ناقص و فرسودہ عدالتی نظام اور مغرب زدہ مسلمانوں کے شور و غوغا اور مغربی ممالک کے سفارتی ہتھکنڈے ہر بار توہین رسالت کے مجرم کو سزا سے بچانے میں اہم کردار ادا کرتے رہے ہیں۔ اس تمام صورت حال میں ہماری حکومت کا کردار بہت افسوس ناک رہا ہے۔ اس بارے میں تازہ واقعہ سلامت مسیح اور رحمت مسیح کا ہے' جن کو لاہور ہائیکورٹ نے چند گھنٹوں کی سماعت کے بعد بری کر دیا اور یہ دونوں مجرم ملک سے فرار ہو کر جرمنی پہنچ گئے۔ باشعور مسلمانوں سے ہماری پر زور گزارش ہے کہ وہ عیسائیوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمی سے غفلت نہ برتیں کہ مسلم قوم نے غفلت و سادہ لوحی کی وجہ سے ماضی میں بہت نقصانات اٹھائے ہیں۔

ہمارے ملک میں یہ عیسائی تنظیمیں کیا گل کھلا رہی ہیں اور مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے میں کس سرگرمی سے مصروف ہیں۔ یہ ایک مستقل کتاب کا موضوع ہے اگر اللہ نے چاہا تو بہت جلد ایک کتاب بہ عنوان "پاکستان میں عیسائی مشنریوں کے عزائم" منظر عام پر آئے گی۔

مسلم قوم کی بقاء و فلاح اور کامیابی و کامرانی دور اندیشی اتحاد و اتفاق اور دینی تعلیمات پر عمل میں مضمر ہے' ان اصولوں پر عمل ہماری کامیابی کی راہیں کھولتا ہے' اور ان سے فرار نقصان و بربادی کا سبب بنتا ہے' جیسا کہ مسلمانوں کی تاریخ سے واضح ہے۔

ایک کلمہ گو کا اپنی ذاتی زندگی اور فکر معاش میں منہمک ہو کر اجتماعی زندگی سے یکسر غافل ہو جانا نامناسب و ناپسندیدہ روش ہے۔ ساتھ ہی کلمہ حق کی سربلندی اور دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت ہر با عمل مسلمان کی پہچان و امتیازی نشان رہی ہے۔

یہود و نصاریٰ ہمارے ازلی دشمن ہیں' ان کو دین اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے شدید نفرت و بغض ہے صلیبی جنگیں اس کا واضح ثبوت ہیں اور آج کے یہود و نصاریٰ کا اسلام سے بغض و نفرت دریدہ دھن اور گستاخ رسول ملعون سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین کی پشت پناہی کی صورت میں صاف جھلکتا ہے۔ دین حق کی سربلندی اور کفر و اہل کفر کی پستی کے لئے جہاد فرض کیا گیا ہے' ہم آپ کو دعوت دیتے ہیں کہ اس جذبہ جہاد کو پروان چڑھائیں ... عیسائیت کی تبلیغ کی جاتی ہے۔

۴ ... کراچی میں عیسائی مشنری کا اہم ہدف لیاری کے بلوچ ہیں۔ کینیڈا کا ایک شہری لیاری یونٹ کا انچارج ہے بظاہر یہ شخص پادریوں کو تربیت دینے والے کالج کا پروفیسر ہے۔ مگر اب تک ۱۷ افراد کو عیسائی بنا چکا ہے۔

۵ ... برطانوی شہریت کی حامل ایک خاتون بظاہر نرسنگ گرلز اسکول کی سینئر ٹیچر ہے۔ مگر اس کا اصل کام خواتین میں عیسائیت کی تبلیغ کی ذمہ داری ہے۔ یہ اب تک اپنی کوششوں سے درجنوں غریب لڑکیوں کو عیسائی بنا چکی ہے۔

۶ ... صرف دسمبر ۱۹۹۳ء میں کراچی کے ۵۰ سے زائد مسلمانوں نے عیسائیت قبول کی جب کہ پورے سال ۹۳ء میں عیسائیت قبول کرنے والے افراد کی تعداد ۶۰۰ ہے۔

۷ ... کراچی میں عیسائیت کی تبلیغ کے درجنوں خفیہ مراکز قائم ہیں۔ یہ مراکز بظاہر [illegible]

کی غرض سے قائم ہیں اور اکثر فلاحی اداروں کے روپ میں کام کر رہے ہیں۔ پس پردہ عیسائیت کی تبلیغ ہے۔

دین حق کی ہر کوشش ۰ میں بقدر ہمت شریک ہوں اور بطور خاص اپنے ملک پاکستان میں دین اسلام کی سربلندی کے لئے مقدور بھر جدوجہد کریں۔

اس ملک میں جو صرف اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا' اسلام دشمن عناصر اپنے مکروہ و مذموم ارادوں کی تکمیل میں مصروف عمل ہیں مگر ہم ہیں کہ غافل و بے خبر اپنی دنیا سنوارنے سے ہی فرصت نہیں۔

کراچی سے شائع ہونے والے معاصر "ہفت روزہ تکبیر" میں تفصیلی رپورٹ کے' جو مسلسل تین شماروں میں شائع ہوئی ہے۔ چند جملے درج ذیل ہیں۔

۱ ... کراچی پر عیسائیت کی یلغار' نوجوان مسلم لڑکیاں خصوصی ہدف ہیں۔

۲ ... ۱۵ار مشنری اداروں کی زیر نگرانی کراچی شہر میں ۱۵۰ مراکز کام کر رہے ہیں۔

۳ ... ترک منشیات کے اداروں میں بڑی خوب صورتی کے ساتھ نشہ بازوں اور ان کے اہل خانہ کو

۸ ... کراچی میں ایمپریس مارکیٹ میں ۸۷۔ این دن فریئر اسٹریٹ ای۔ ایل۔ ایس کے نام سے کرسچن کتابوں کی دوکان ہے جو پوری دنیا میں عیسائی لٹریچر تقسیم کرنے والے ایک بڑے نیٹ ورک کا حصہ ہے جس کا دفتر لندن میں ہے۔

(ہفت روزہ تکبیر ۲۸ جنوری و ۴ فروری ۱۹۹۶ء)

درج بالا رپورٹ میں ممکن ہے کہ مبالغہ سے کام لیا گیا ہو یا یہ کہ اعداد و شمار میں عیسائیوں نے اپنی برتری ظاہر کرنے کے لئے غلط رپورٹنگ کی ہو مگر اتنی بات پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ عیسائی مشنریز عیسائیت کی مردہ لاش کو جس تندہی سے اٹھائے اٹھائے پھر رہے ہیں۔ ہم مسلمان مقابلہ میں ایک زندہ جاوید مذہب اسلام کی اشاعت میں اپنی کس قدر ذمہ داری نبھا رہے ہیں؟

(جناب خالد محمود صاحب)

دین اسلام کے خلاف ایک اور خطرناک سازش

گزارش ہے کہ وطن عزیز پاکستان میں جس گھٹیا انداز میں اسلام اور شعائر اسلام کی توہین کی جارہی ہے اس سے جہاں ایک مسلمان پریشان اور مایوسی اور مجبوری کی زندگی گزار رہا ہے۔ وہاں علماء کرام خصوصاً" دکھ اور کرب کے عالم میں انفرادیت اور امت کے انتشار و اختلاف کی وجہ سے چار و ناچار وہ کردار ادا نہیں کر رہے جو ان کو اپنے منصب منبر و محراب کی حیثیت سے کرنا چاہئے تھا۔ شومئی قسمت امت محمدیہؐ کا مختلف جماعتوں اور پلیٹ فارموں پر تقسیم ہو جانا ہی ہماری کمزوری کا سب سے بڑا سبب ہے بدقسمتی سے موجودہ حالات میں بھی علماء کرام صرف قلیل عرصہ کے علاوہ کبھی بھی سنجیدہ اور استقامت کے ساتھ اتحاد حقیقی کی صورت میں نہیں چل رہے جس کی وجہ سے دشمنان اسلام قوتوں کو ان کی غلیظ سازشوں کا دندان شکن جواب نہیں دیا جارہا۔ ایک وقت تھا کہ اگر کوئی شاتم رسولؐ سامنے آتا تو غازی علم دین شہید" پیدا کرنے والے علماء کرام اپنے اوپر آرام سکون کو اس وقت تک حرام قرار دے لیتے جب تک اسے واصل جہنم نہ کیا جاتا ایک آج وقت ہے کہ ہر طرف شعائر اسلام کی توہین و تذلیل ہو رہی ہے لیکن منبر و محراب کا وارث امت کی بے راہ روی یہود و ہنود کی سازشوں پر آنسو بہا کر اپنے آپ کو تنہا محسوس کر کے خاموش بیٹھا ہے میرے قابل صد احترام معزز علماء کرام میں آپ کے خادم کی حیثیت سے مودبانہ عرض کرتا ہوں کہ ابھی حال ہی میں پاکستان کی مختلف ٹیکسٹائل ملوں میں عورتوں کے کپڑوں پر مختلف ڈیزائنوں میں جن میں لان ویل سمرینہ اکر ہنکل' لیلن' شیشہ' پیلس' خوشبو وغیرہ کے کپڑوں پر لفظ اللہ' محمدؐ' لا الہ الا اللہ' قرآنی آیات وار تمنا انت مولانا۔ واضح طور پر پرنٹ ہیں بندہ کے پاس ان کلمات مقدسہ پر مشتمل کثیر تعداد میں استعمال شدہ جوڑے موجود ہیں اور ان میں نام (محمدؐ) تو بہت زیادہ پرنٹ ہیں ایک جوڑے پر تقریباً" دو سو مرتبہ یہ نام مبارک آتا ہے اور یہ کپڑا قصبہ قصبہ' گاؤں گاؤں شہر شہر آپ کی تصور و سوچ سے بھی کہیں زیادہ استعمال ہو رہا ہے۔ میری علماء کرام و برادران اسلام سے گزارش ہے کہ شلوار قمیض کی صورت میں اس مقدس نام کی جس پر عالم کی تمام عزتیں' عظمتیں' محبتیں' عقیدتیں' جن کے نعلین مبارک کی عزت و حرمت کی زکوۃ ہیں اس کی کتنی ذلت آمیز توہین ہوتی ہے۔ آیئے زندگی کے جس شعبہ سے ہمارا تعلق ہو اس نام مقدس کی عظمت کے لئے بے چین ہو جائیں۔ میرے سر کے تاج علماء کرام اپنی خطابت' صلاحیتوں اپنے حلقہ احباب میں اپنی جان و مال کو ان پرنٹ شدہ کپڑوں کے استعمال کو روکنے کے لئے انفرادی طور پر اور اجتماعی طور پر اپنی استطاعت کے مطابق نتائج سے بے نیاز ہو کر عوام کو آگاہ کرنے کے لئے نکلیں آپ نہ صرف محسوس کریں گے بلکہ یقین آجائے گا کہ مسلمان بے خبر ضرور ہے مذہبی بے غیرت نہیں کیونکہ کئی مہینوں سے استعمال کرنے والی خواتین کو جب علم ہوا تو وہ دھاڑیں مار مار کر روتی تھیں اور کہتی تھیں کہ ہمارا یہ گناہ جو لاعلمی کی وجہ سے ہوا' کیسے معاف ہو گا۔ عوام کو صرف آگاہ کرنے کی ضرورت ہے ہمارا پروگرام حکومت سے احتجاج نہیں۔ ہم تو صرف اللہ کی خوشنودی حضور ﷺ کی شفاعت کی خاطر مسلمانوں کو بتا ہیں۔ میں سمجھتا ہوں ہماری یہ کوشش اتنی بڑی سازش کے مقابلہ میں صرف آگ نمرود میں چڑیا کے کردار کی حیثیت رکھتی ہے۔

نوٹ: اخباری اطلاعات کے مطابق جوتوں پر حضورؐ کے نام مبارک کے اسٹیکر لگے ہوئے ہوتے ہیں اور ٹافیوں کے گرد لپٹے کاغذ پر قرآنی آیات تحریر ہیں ہر چیز خریدتے وقت ہوشیار رہیں۔

احسان اللہ فاروقی' خطیب جامع مسجد سیدنا عمر فاروقؓ (ڈسکہ)

ارشد جاوید ایم اے (نفسیات)
پنجاب (پاکستان) کیلیفورنیا (امریکہ)

مرزا قادیانی "نبی" یا نفسیاتی مریض

ایک جھوٹے مراقی شخص کا سائیکالوجی تجزیہ۔۔۔اور تحلیل نفسی

مریض عموماً" سمجھتا ہے اور اسے اس بات کا اعتراف ہوتا ہے کہ دوسرے لوگ اس کے نظریات اور خیالات کو وسوسے delusions خیال کرتے ہیں مگر پھر بھی وہ ان کی واضح تردید سے مطمئن نہیں ہوتا کیونکہ اس کا وسوسی نظام بہت پختہ اور اس کی ساخت پرداخت حد درجہ منطقی ہوتی ہے جس کی وجہ سے مریض اپنے وسوسوں پر جما کا رہتا ہے (تحلیل نفسی: حزب اللہ)

عمومی وجوہات

پیرانائے کی تشکیل میں مریض کی معاشرتی' سماجی' پیشہ ورانہ اور ازدواجی زندگی کی ناکامیاں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ یہ ناکامیاں مریض کی خودی (انا) اور شخصی اہمیت کے تصور کو خطرے میں ڈال دیتی ہے۔ جس سے اس کا وقار سخت مجروح ہوتا ہے۔ایسے افراد کے مقاصد زندگی اور خیالات بہت بلند ideal ہوتے ہیں۔ مگر جب وہ ان کو حاصل کرنے میں ناکام رہتے ہیں تو یہ ناکامی ان میں احساس کمزوری اور احساس کمتری پیدا کردیتی ہے۔ اور پھر وہ اس احساس کمتری کو مٹانے یا کم کرنے کے لئے اپنے آپ کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں (ابنارمل سائیکالوجی اینڈ ماڈرن لائف: کول مین)

فرائڈ کے نزدیک اس مرض کے پیچھے دبی ہوئی ہم جنسی تمناؤں اور خواہشات کا گہرا ہاتھ ہوتا ہے اگرچہ مریض کو ان کا شعور و احساس نہیں ہوتا۔ یہ خواہشات نہایت غیر اخلاقی اور ناقابل قبول سمجھی جاتی ہیں۔ جو مریض کو پریشان کرتی ہیں۔ نتیجتہ" مریض احساس گناہ اور احساس کمتری میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ اور پھر اس کی تلافی کرنے کے لئے وہ اپنے آپ کو بلند و اعلیٰ دکھانا چاہتا ہے۔ اس طرح اپنے وسوسوں کو ناقابل قبول اور متنفرانہ تمناؤں کے خلاف دفاعی فصیل سی بنادیتا ہے۔ (ابنارمل سائیکالوجی اینڈ ماڈرن لائف: کول مین' تحلیل نفسی: حزب اللہ)

پیرانائے کی ایک وجہ جنسی عدم مطابقت sexval maladjustment بھی بیان کی جاتی ہے۔ پیرانائے کے مریضوں کی اکثریت جنسی مسائل' پریشانیوں اور مشکلات کا شکار ہوتی ہے۔ مگر ضروری نہیں کہ یہ مسائل ہم جنسیت ہی کے ہوں جیسا کہ فرائڈ کے خیال ہے۔ (ابنارمل سائیکالوجی اینڈ ماڈرن لائف: کول مین)

بقول کول مین عصر حاضر کے محققین کی اکثریت کے خیال کے مطابق اس بیماری کی تشکیل میں اہم ترین عناصر فرد کی دوسرے لوگوں کے ساتھ باہمی تعلقات میں دشواری' اپنی کوتاہی و کمزوری اور کمتری کا شدید احساس ہے۔

بعض دوسرے ماہرین کی رائے میں اس بیماری کی تشکیل میں عموماً" مندرجہ ذیل وجوہات پائی جاتی ہیں۔

غیر اخلاقی کردار پر احساس گناہ' دبی ہوئی ہم جنسی خواہشات' احساس کمتری اور اعلیٰ غیر حقیقت پسندانہ امنگیں۔

مرزا صاحب ایک نفسیاتی مریض

اگر پیرانائے کے مرض کی علامات کا سرسری جائزہ لیا جائے تو ہم دیکھیں گے کہ اس مرض کی کم و بیش تمام علامات مرزا صاحب میں موجود تھیں مثلاً":

ا .... تمام مریضوں کی طرح مرزا صاحب کے تمام وسوسے dlans خوب منظم اور اکثر مریضوں کی طرح ایک ہی مرکزی خیال کہ وہ دنیا کی اصلاح کے لئے خدا کی طرف سے مامور ہیں کے گرد گھومتے ہیں۔ آپ پہلے ایک مصلح کی حیثیت سے سامنے آئے۔ پھر محدث کی حیثیت سے سامنے آئے۔ پھر محدث اور مجدد ہونے کا اعلان کیا۔ بعد ازاں مثیل مسیح اور مسیح موعود بنے۔ اور آخر کار نبوت کا اعلان کردیا۔ ان تمام دعووں کا مرکزی خیال ایک ہی ہے۔ کہ وہ خدا کی طرف سے دنیا کی اصلاح کے لئے مامور ہیں۔ اگرچہ بیماری کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ ان کا دعویٰ بھی بڑھتا چلا گیا۔

۲ .... مرزا صاحب کے وسوسے اگرچہ مربوط' مدلل اور ایک ہی مرکزی خیال کے گرد گھومتے تھے مگر اکثر مریضوں کی طرح ان کے وسوسے خاصے پیچیدہ اور الجھے ہوئے تھے۔ ان کے الجھاؤ کا اندازہ اس امر سے بخوبی ہوجاتا ہے کہ وہ کبھی اپنے آپ کو مصلح (براہین احمدیہ حصہ سوم ص ۲۳۸) اور محدث (ازالہ اوہام ص ۴۲۱) کہتے ہیں اور کبھی مجدد (تبلیغ رسالت جلد اول ص ۱۵) کبھی مثیل مسیح (تبلیغ رسالت جلد دوم ص ۲۱) اور مسیح موعود (ازالہ اوہام ص ۶۸۳) ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں

اور کبھی نبی (دافع البلاء ص ۱۰ تا ۱۱) ہونے کا حتیٰ کہ کبھی کرشن اور گوپال ہونے کا اعلان کرتے ہیں (ملفوظات احمدیہ حصہ چہارم ص ۱۴۲)

مرزا صاحب کے وسوسوں کی پیچیدگی ان کے بعض الہامات سے مزید ظاہر ہوتی ہے۔ مثلاً" مریم کی طرح عیسٰی کی روح مجھ پر نفخ کی گئی۔ اور استعارہ کے رنگ' میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا۔ اور آخر کئی مہینے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں۔ بذریعہ اس الہام ـــــــ مجھے مریم سے عیسٰی بنادیا گیا پس اس طرح میں ابن مریم ٹھہرا (کشتی نوح ص ۴۷) یعنی پہلے مریم بنے پھر خود ہی حاملہ ہوئے پھر اپنے پیٹ سے آپ عیسٰی ابن مریم بن کر تولد ہوگئے۔

۳ ... اکثر مریضوں کی طرح مرزا صاحب کو یہ بیماری ایک بارگی لاحق نہیں ہوئی۔ بلکہ وہ اس بیماری میں آہستہ آہستہ گرفتار ہوتے گئے۔ چنانچہ مرزا صاحب نے نبوت کا اعلان یک لخت نہیں کیا۔ بلکہ پہلے پہل وہ ایک مبلغ اور مصلح کی حیثیت سے سامنے آئے۔ (براہین احمدیہ حصہ سوم ص ۲۳۸) پھر محدث ہونے کا دعویٰ کیا۔ لکھتے ہیں "نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدث کا دعویٰ ہے۔" (ازالہ اوہام ص ۴۲۱) ۱۸۸۲ء میں مجدد ہونے کا اعلان کیا چنانچہ ان کے بقول "اور مصنف کو بھی اس بات کا علم دیا گیا کہ وہ مجدد وقت ہے۔" (تبلیغ رسالت جلد اول ص ۱۵) پھر مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا۔ فرماتے ہیں:۔ "مجھے تو فقط مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ ہے۔ (اشتہار مرزا صاحب مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم ص ۲۱) ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود ہونے کا اعلان کیا۔ چنانچہ رقم طراز ہیں:۔

"میں مسیح موعود ہوں۔" (ازالہ اوہام ص ۶۸۳) حتیٰ کہ آخر کار مرزا صاحب نے ۱۹۰۱ء میں نبوت و رسالت کا دعویٰ کردیا۔ فرماتے ہیں:۔ "سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا" (دافع البلاء ص ۱۰ تا ۱۱)

"اس نبوت میں نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔" (حقیقت الوحی ص ۳۹۱)

مختصر یہ کہ مرزا صاحب کے مذہبی خبط عظمت کے وہ وسوسے جو تقریباً" ۱۸۷۹ء میں شروع ہوئے بڑھتے بڑھتے ۱۹۰۱ء میں نبوت کے دعوے پر منتج ہوئے مرزا صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔ "حال یہ ہے اگرچہ عرصہ بیس سال سے متواتر اس عاجز کو الہام ہورہے ہیں اکثر دفعہ ان میں رسول یا نبی کا لفظ آگیا ہے۔" (خط مرزا صاحب مندرجہ اخبار الحکم قادیان جلد ۳ نمبر ۲۹ مورخہ ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء)

۴ ـــ بعض مریضوں کی طرح آپ کو سمعی اور بصری واہمے Hallucinationi آتے تھے انہیں آوازیں سنائی دیتی تھیں۔ اور لوگ نظر آتے تھے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:۔ "میرے پاس جبرائیل آیا اور اس نے مجھے چن لیا۔" (مواہب الرحمٰن ص ۴۳) "بعض اوقات دیر دیر تک خدا مجھ سے باتیں کرتا رہتا۔" (سیرۃ المہدی جلد اول ص ۵۸ مصنفہ صاحبزادہ مرزا بشیر احمد)

۵ .... مذہبی خبط عظمت میں مریض محسوس کرتا ہے اور دعویٰ بھی کرتا ہے کہ اس پر وحی نازل ہوتی ہے اور اسے الہامات ہوتے ہیں۔ مرزا صاحب نے اپنی تصنیفات میں جگہ جگہ اپنی وحی اور الہامات کا ذکر کیا ہے۔ مثلاً" "یہ سچ ہے کہ وہ الہام جو خدا نے اس بندے پر نازل فرمایا۔" (سراج منیر ص ۳۰۲)

"بیس سال سے متواتر اس عاجز پر الہام ہوا ہے" (خط مرزا صاحب مندرجہ اخبار الحکم قادیان بجلد ۳ نمبر ۲۹ مورخہ ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء)

"مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ تورات اور انجیل اور قرآن پر۔" (اربعین نمبر ۴ ص ۲۵)

۶ ..... جیسا کہ قبل ازیں بتایا جاچکا ہے کہ مذہبی خبط عظمت کا مریض سمجھتا اور دعویٰ کرتا ہے کہ وہ اللہ کا منتخب بندہ اور اس کا برگزیدہ خادم ہے۔ خدا نے دنیا کی اصلاح کے لئے اسے بھیجا ہے ایسے لوگ نئے نئے دین وضع کرتے ہیں۔ مذہبی کتابوں اور اصطلاحوں کی نئی نئی تفسیریں ایجاد کرتے ہیں تاکہ انہیں اپنے تصورات کے مطابق ڈھال لیں۔

مرزا صاحب چونکہ مذہبی خبط عظمت کے مرید تھے چنانچہ ان کے دعوے بالکل اسی نوعیت کے تھے مثلاً" "خدا نے مجھے امام اور پیشوا اور رہبر مقرر فرمایا۔" (اشتہار مندرجہ تبلیغ رسالت ص ۸۲) براہین احمدیہ میں اپنی ذات کے متعلق بار بار اظہار کرتے ہیں کہ وہ دنیا کی اصلاح اور اسلام کی دعوت کے لئے خدا کی طرف سے مامور اور عصر حاضر کے مجدد ہیں۔ اور ان کو حضرت مسیح سے مماثلت ہے۔" (سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۲۹ مصنفہ صاحبزادہ مرزا بشیر احمد)

چنانچہ مرزا صاحب نے ایک نیا دین وضع کیا اور نبی بن گئے۔ اس کے لئے قرآن و حدیث کی عجیب و غریب تشریح اور تفسیر کی جو کہ نہ صرف علماء امت کے اجماع کے خلاف ہے بلکہ ان کے اپنے ابتدائی خیالات کے بھی برعکس ہے مثلاً" ابتداء میں آپ ختم نبوت کے قائل تھے اور ختم نبوت کے منکر کو کافر سمجھتے تھے۔ چنانچہ لکھتے ہیں " قرآن کریم بعد خاتم النبیین کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا۔" (ازالہ اوہام ص ۷۶۱) "اللہ کو شایان شان نہیں کہ خاتم النبیین کے بعد نبی بھیجے۔ اور نہیں شایان کہ سلسلہ نبوت کو دوبارہ شروع کردے۔ بعد اس کے کہ اسے قطع کرچکا ہو۔" (آئینہ کمالات ص ۳۷۷)

"ہم اس بات کے قائل ہیں اور معترف ہیں کہ نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے بعد آں حضرت ﷺ نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ پرانا۔" (سراج منیر ۳۰۲)

چنانچہ بعد ازاں جب مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا تو لفظ ختم نبوت کی عجیب و غریب تعبیر اور تفسیر کی۔ اور اس کو اپنے تصورات کے مطابق ڈھال لیا۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔" وہ (آں حضرت

ﷺ) ان معنوں میں خاتم الانبیاء ہیں کہ ایک تو تمام کمالات نبوت ان پر ختم ہیں۔" (چشمہ معرفت ضمیمہ ص ۹) یعنی "خاتم النبیین" کے معنی آخری نبی کے نہیں بلکہ افضل النبیین کے ہیں۔ اس طرح نبوت کا دروازہ تو کھلا ہوا ہے البتہ کمالات نبوت حضور علیہ الصلوۃ والسلام پر ختم ہوگئے ہیں۔

مرزا صاحب نے اپنی نبوت اور رسالت کے لئے ایک اور دلچسپ تاویل کی۔ لکھتے ہیں:۔ "مجھے بروزی صورت میں نبی اور رسول بنایا ہے۔ اور اس بنا پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا۔ مگر بروزی صورت میں میرا نفس درمیان نہیں ہے۔ بلکہ محمد مصطفی ﷺ ہے۔ اس لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔ محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی۔" (ایک غلطی کا ازالہ)

۷ ــــ اس مرض کے عام مریضوں کی طرح مرزا صاحب کو ۳۰ سال کے بعد عمر کے دوسرے حصہ میں لاحق ہوا۔ آپ ۴۰۔ ۱۸۳۹ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۸۹۱ء میں پہلی مرتبہ اپنی تصنیف "فتح الاسلام" میں مثیل مسیح اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ بعد ازاں ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کیا۔

۸ ..... خبط عظمت کے گرفتار دیگر مریضوں کی مانند مرزا صاحب بھی بہت حساس تھے۔ اپنے خلاف تنقید ہرگز برداشت نہیں کرسکتے تھے۔ چنانچہ اس دور کے جن علماء نے ان کے دعویٰ نبوت پر تنقید کی۔ وہ ان پر برس پڑے حتیٰ کہ گالی گلوچ پر اتر آئے۔ مثلاً" مولانا ثناء اللہ امرتسری کے متعلق لکھتے ہیں:

" کفن فروش 'کتا' خبیث 'سور' گوں خور۔"

(اعجاز احمدی المالات سند از شیخ الاسلام)

مولانا سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق لکھتے ہیں:

" غول 'لئیم' فاسق' ملعون' نطفہ سفہار' خبیث' کنجری کا بیٹا۔"

(انجام آتھم ۲۸۱)

۹ ــــ خبط عظمت کے اکثر مریضوں کی طرح مرزا صاحب بھی زبردست احساس برتری کا شکار تھے اور ان کا احساس اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ اول تو وہ اپنے آپ کو تمام انبیاء کا ہم پلہ اور ہم چشم سمجھتے تھے۔ اور اس پر مستزاد یہ کہ اپنے تئیں جامع کمالات انبیاء بلکہ تمام انبیاء سے افضل نبی گردانتے تھے۔ چنانچہ ان کے بقول

الف۔ "خدا نے میرے ہزار ہا نشانوں سے میری وہ تائید کی ہے کہ بہت کم نبی گزرے ہیں جن کی تائید کی گئی۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳۸)

ب۔ "اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جس قدر راست باز اور مقدس نبی گزر چکے ہیں ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کئے جاویں سو وہ میں ہوں۔" (براہین احمدیہ پنجم ص ۶۸، ۱۰۱)

ج۔ "اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو آسمان کو پیدا نہ کرتا۔" (حقیقۃ الوحی ص ۹۹)

د۔ مرزا صاحب اپنے آپ کو حضرت آدمؑ (خطبات الہامیہ) حضرت نوحؑ (تتمہ الوحی ص ۱۳۷) حضرت یوسفؑ (براہین احمدیہ پنجم) اور حضرت عیسیٰؑ (تریاق قلوب ص ۱۵۷) سے افضل سمجھتے تھے۔

ر۔ "اور اس شخص (مرزا صاحب) کو تم نے دیکھ لیا جس کو دیکھنے کے لئے بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی۔" (اربعین ص ۴۔ ۱۳)

۱۰ ... بقول کول مین ان مریضوں کی اکثریت جنسی مسائل سے دوچار ہوتی ہے۔ مرزا صاحب بھی اسی اکثریت میں شامل تھے۔ مرزا صاحب کی قوت مردی کمزور تھی۔ جس کا مرزا صاحب کو علم بلکہ پوری شدت سے احساس تھا۔ چنانچہ لکھتے ہیں:۔

" حالت مردی کالعدم" (نزول المسیح ص ۲۰۹)

"جب میں نے شادی کی تھی تو مدت تک مجھے یقین رہا کہ میں نامرد ہوں آخر میں صبر کیا۔" (المکتوب احمدیہ پنجم خط نمبر ۱۳)

"میری حالت مردی کالعدم تھی۔" (تریاق القلوب ص ۳۵، ۳۶)

" .... چونکہ یہ مریض اکثر ذہین افراد ہوتے ہیں۔ لہٰذا یہ لوگ واقعات اور حقائق کو اس طرح توڑ موڑ لیتے ہیں کہ وہ ان کے وسوسوں پر ٹھیک بیٹھتے ہیں۔ اسی طرح مرزا صاحب بھی ابن مریم اور نبی بننے کے لئے حقائق کو توڑتے موڑتے رہے۔ چنانچہ اپنے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ اور چونکہ مسیح موعود تو حضرت عیسیٰ ابن مریم ہیں۔ لہٰذا مرزا صاحب نے خود عیسیٰ ابن مریم بننے کے لئے یہ پر لطف تاویل فرمائی۔" اس نے (یعنی اللہ تعالیٰ نے) براہین احمدیہ کے تیسرے حصے میں میرا نام مریم رکھا پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے۔ دو برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی ... پھر ..... مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی۔ اور استعارے کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا۔ اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں ہوا بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم میں درج ہے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا پس اسی طور سے عیسیٰ ابن مریم ٹھہرا۔" (کشتی نوح ص ۴۷، ۸۹)

یعنی پہلے آپ مریم بنے پھر خود ہی حاملہ ہوئے پھر اپنے پیٹ سے آپ عیسیٰ ابن مریم بن کر تولد ہوگئے اس کے بعد یہ مشکل آئی کہ عیسیٰ بن مریم کا نزول تو احادیث کی رو سے دمشق میں ہونا تھا جو کئی ہزار برس سے شام کا ایک مشہور و معروف مقام ہے۔ یہ مشکل ایک دوسری دلچسپ تاویل سے یوں رفع کی گئی لکھتے ہیں:۔

" واضح ہو کہ دمشق کے لفظ کی تعبیر میں میرے پر منجانب اللہ یہ ظاہر کیا گیا کہ اس جگہ ایسے قصبے کا نام دمشق رکھا گیا ہے جس میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو یزیدی الطبع اور یزید پلید کی عادات اور خیالات کے پیرو ہیں۔ یہ قصبہ قادیان بہ وجہ اس کے کہ اکثر یزیدی الطبع لوگ اس میں

سکونت رکھتے ہیں دمشق سے ایک مشابہت اور مناسبت رکھتا ہے۔" (حاشیہ ازالہ اوہام ۶۳ تا ۷۳)

۲ ــ خبط عظمت کے اکثر مریضوں کی طرح مرزا صاحب کی شخصیت میں بھی کوئی نمایاں خرابی یا نقص نہ تھا بلکہ ظاہرا" آپ بالکل نارمل انسان تھے۔ آپ بھی محض اپنے وسوسوں delusions کی حد تک ابنارمل تھے۔ مزید برآں مرزا صاحب اکثر مریضوں کی طرح کافی ذہین اور اعلیٰ ذہنی صلاحیتوں کے مالک تھے چنانچہ آپ نے اپنے خیالات اور نظریات کو نہایت مربوط اور مدلل انداز میں پیش کیا جس کی وجہ سے نہ صرف ان کے قریبی عزیزوں اور دوستوں بلکہ معاشرے کے بعض دوسرے ذہین افراد نے بھی ان کے دعوے کی سچائی کو مان لیا۔ ڈاکٹر عبدالحکیم خاں ۲۰ برس تک مرزا صاحب کے مرید رہے۔ بعد ازاں توبہ کرلی۔ اور مرزا صاحب کے شدید مخالف بن گئے۔

۳ .... مریض کو عموما" احساس اور اعتراف ہوتا ہے کہ دوسرے لوگ اس کے نظریات اور خیالات کو درست خیال نہیں کرتے مگر پھر بھی وہ ان کی واضح تردید سے مطمئن نہیں ہوتا۔ چنانچہ مرزا صاحب لکھتے ہیں:۔

"اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ (مولانا ثناء اللہ امرتسری) اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہلاک ہوجاؤں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی۔ اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ہلاک جاتا ہے۔" (مرزا صاحب کا اشتہار مورخہ ۵ اپریل ۱۹۰۷ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دہم ص ۲۰) ؛

یعنی مرزا صاحب کو بھی احساس تھا کہ دوسرے لوگ ان کے خیالات کو درست نہیں سمجھتے مگر مولانا ثناء اللہ اور دوسرے علماء کی واضح تردید سے بھی آپ مطمئن نہیں ہوئے بلکہ نبوت کا شوق جاری رکھا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ مرزا صاحب مذکورہ بالا اشتہار کے ایک سال بعد فوت ہوگئے۔ جب کہ مولانا ثناء اللہ امرتسری تیس سال تک زندہ رہے۔

۴ .... اگرچہ مرزا صاحب کو کوئی دوسری شدید ذہنی بیماری psychosis لاحق نہ تھی۔ جس کی وجہ سے وہ ظاہری طور پر نارمل معلوم ہوتے تھے۔ مگر مرزا صاحب کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد نے ان کی بعض خفیہ ذہنی بیماریوں neuroses کا ذکر کیا ہے۔ مثلا"

"مرزا صاحب کو جوانی میں ہسٹریا کی شکایت ہوگئی تھی اور کبھی کبھی اس کا ایسا دورہ پڑتا تھا بے ہوش ہوکر گرجاتے تھے۔ (سیرۃ المہدی حصہ اول ۱۷ مصنفہ مرزا بشیر احمد)

"اور پھر سب پر مستزاد مالیخولیا اور مراق کا موذی مرض (سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۵ مصنفہ مرزا بشیر احمد)

مذکورہ بالا واقعات، حقائق اور دلائل سے یہ امر بالکل واضح ہوجاتا ہے کہ خبط عظمت کی کم و بیش تمام علامات مرزا صاحب کی شخصیت میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ جس سے یہ ثابت ہوا کہ مرزا صاحب ایک شدید ذہنی بیماری (psychosis) پیرانائے (parania) میں مبتلا تھے۔ اور ان کا دعوائے نبوت بھی اسی بیماری کے اثر کا نتیجہ تھا۔

اب ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کو یہ نفسیاتی بیماری کیوں لاحق ہوئی؟ ہمارے خیال میں آپ کی بیماری کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں:۔

اگر پیرانائے کی عام وجوہات کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ زیادہ تر مریض انہی وجوہات کی بنا پر اس مرض کا شکار ہوتے ہیں۔

۱ ... مرزا صاحب کی اس بیماری کی تشکیل میں ان کی پیشہ ورانہ اور ازدواجی زندگی کی ناکامیوں نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ آپ کی ابتدائی زندگی عسرت اور غربت سے شروع ہوئی۔ لکھتے ہیں:۔

"مجھے صرف اپنے دسترخوان اور روٹی کی فکر تھی۔" (نزول مسیح ص ۱۱۸) بعد ازاں ۱۸۶۴ء-۱۸۶۸ء میں آپ نے سیالکوٹ کی کچہری میں بطور محرر ملازمت کی۔ اس دوران ترقی کے لئے مختاری کا امتحان دیا مگر ناکام رہے۔ آپ (مرزا صاحب) نے مختاری کے امتحان کی تیاری شروع کردی اور قانون کی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا۔ پر امتحان میں کامیاب نہ ہوئے۔" (سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۱۳۸۔ مرزا بشیر احمد)

اسی طرح مرزا صاحب کی ازدواجی زندگی بھی کچھ زیادہ کامیاب نہ تھی۔ کیونکہ آپ کی قوت مردی کمزور تھی لکھتے ہیں۔ "جب میں نے شادی کی تھی تو مدت تک مجھے یقین رہا کہ میں نامرد ہوں آخر میں نے صبر کیا۔" (المکتوب احمدیہ جلد پنجم خط نمبر ۱۳) حالت مردی کالعدم" (نزول المسیح ص ۲۰۹)

پیشہ ورانہ اور ازدواجی ناکامیوں نے مرزا صاحب کی انا اور وقار کو سخت مجروح کیا۔ جس سے آپ میں اپنی کوتاہی کمزوری اور کمتری کا شدید احساس پیدا ہوگیا۔ پھر اس احساس کو مٹانے کے لئے آپ نے اپنے آپ کو خوب بڑھا چڑھا کر پیش کیا۔

۲ .... اکثر مریضوں کی طرح مرزا صاحب بھی جنسی مسائل (جنسی عدم مطابقت sexual maladjustment کا شکار تھے۔ کیونکہ آپ جنسی لحاظ سے کمزور تھے اور اس کمزوری کی وجہ سے ازدواجی فرائض بہتر طور پر ادا نہ کرسکتے تھے۔ جس کی وجہ سے ان میں شدید احساس گناہ پیدا ہوا۔ پھر اس کی تلافی کرنے کیلئے اپنے آپ کو بلند و اعلیٰ دکھانا شروع کردیا۔

۳ .... ممکن ہے کہ فرائڈ کے نظریے کے مطابق مرزا صاحب کے مذہبی خبط عظمت کے پیچھے ہم جنسی تمناؤں اور خواہشات کا ہاتھ ہو۔ ممکن اس لئے کہ مریض کو ایسی خواہشات کا احساس اور

باقی صفحے پر

دوسری قسط

صاحبزادہ سید خورشید احمد گیلانی

بُنیاد پرستی ـــ اعزاز یا الزام؟

یہ ہماری فکری و تہذیبی کمزوری تو ہے کہ ہم اپنے بچے کو گھٹی ڈالنے کے عمل سے لے کر شادی بیاہ تک' اپنے آغاز سیاست سے مسند اقتدار تک اور الف با سے لے کر تعلیم کی آخری ڈگری تک دوسروں کے رواج اور معیار کے مطابق ڈھلتے نظر آتے ہیں کبھی ہم اپنے اوپر اپنا رنگ بھی تو چڑھائیں جس سے ہم سے بہت دور کھڑا ہوا شخص بھی ہمیں پہچان کر پکار اٹھے کہ یہ مسلمان ہے' ہمارا کردار' ہمارا معیار' ہمارے انداز' ہمارے اطوار اور ہمارا چہرہ بشرہ خود ہمارا پتہ اور "شناختی کارڈ" بن جائے۔ قرآن مجید' صحابہ کرامؓ کے بارے میں ایک جگہ کہتا ہے: "سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود" جس کا مفہوم یہ ہے کہ ان کا چہرہ ان کے صحابی رسول ہونے کا پتہ دیتا تھا۔ اس عہد میں جب کہ ہمارا اپنا معیار تہذیب مستحکم تھا کسی کو کسی مسلمان کے پہچاننے میں کبھی کوئی دقت پیش نہیں آتی تھی۔

یہ باتیں بظاہر چھوٹی معلوم ہوں گی لیکن دیگ کا ایک چاول جس طرح پوری دیگ کا پتہ دیتا ہے اسی طرح یہ معمولی باتیں ہماری فکری سمت اور عملی روش کا پتہ دیتی ہیں کہ ہم سخت گرم علاقے کے باسی ہیں' مگر ہمارا طرز تعمیر یورپ جیسا بنتا جارہا ہے' جو کہ ٹھنڈا علاقہ ہے' اس کا دین یا اصول دین سے کوئی تعلق نہیں لیکن ہماری نقالی کی چغلی ضرور ہو رہی ہے کہ ہم اپنے علاقے کے تقاضوں اور اپنے موسم کے لوازم کو نظر انداز کرکے اپنے گھر اور دفتر بنا رہے ہیں؟ اس لئے کہ ہم نے یورپ میں اس طرح دیکھا ہے۔

جو شخص مالی طور پر ذرا خوش حال یا افسر ہو جائے گا تو شادی بیاہ' دفتر یا تقریب میں گرمیوں کے موسم میں بھی تھری پیس سوٹ پہنے گا۔ کیوں؟ شاید وہ سمجھتا ہے کہ اس طرح میں انگریز لگوں گا اور لوگ مرعوب ہوں گے۔ اسی طرح بے ہنگم موسیقی خواہ سمجھ میں آئے یا نہ' مغرب کی پیروی میں اپنے ہاں رائج کر رہے ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ فیشن کا تقاضا ہے۔

ہم اپنے ہاتھوں سے اپنا مشترکہ خاندانی نظام تباہ کر رہے ہیں جو ہزار مشکلوں کے باوجود لاکھوں برکتوں اور خوشیوں کا باعث ہے' گھر کا ہر فرد "پرائیویسی" کے چکر میں ہے' ہر ایک کا اپنا کمرہ' اپنے یار دوست' اپنے کھانے پینے کے اوقات' اپنا سونے اور جاگنے کا شیڈول۔ ایسا کیوں ہے؟ اس لئے کہ ہم نے سن رکھا ہے کہ یورپ میں بیٹی ماں کی اور بیٹا باپ کا پابند نہیں' سو ہم ایسا کر رہے ہیں۔

اس بگٹٹ دوڑ کا یہ نتیجہ سامنے ہے کہ محراب و منبر سے لے کر صحافت اور سیاست تک مقصدیت' سنجیدگی' وقار' تقویٰ' خوف آخرت اور احترام کے رویے ایک ایک کرکے رخصت ہو رہے ہیں' بے یقینی اور اعتماد کا فقدان ظاہر ہے کچھ تو کرشمے دکھائے گا۔

اگر انسان ساری عمر صرف باہر ہی باہر دیکھتا رہے یا آگے ہی آگے دیکھتا رہے تو وہ کبھی اپنے باطن کے حسن سے آگاہ نہیں ہو سکتا اور اس طرح وہ اپنے دل آویز ماضی کے شاندار ورثے کی یادوں سے محروم ہو جاتا ہے' حسن باطن سے بے خبری اور یاد ماضی سے محرومی اتنا معمولی نقصان نہیں کہ کوئی شخص کسی اندھے شوق کی خاطر خواہ مخواہ برداشت کرلے۔

بات ہو رہی تھی خود اعتمادی کی جس میں کمی آئی تو ہمیں اپنا "حسن" قبح اور دوسروں کا "قبح" حسن نظر آنے لگا۔ سیرت کی کتابوں میں ایک واقعہ آتا ہے جو ہمارے لئے مفید مطلب ہے اس سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ ہم بھی مسلمان ہیں اور کلمہ گو ہیں اور اسی طرح کا کلمہ توحید صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے بھی پڑھا تھا مگر دونوں میں نفسیات کا بے پناہ فرق ہے انہیں اپنی تہذیب اور اپنے آداب معاشرت پر ناز تھا اور ہمیں دوسروں کے آدب و اصول عزیز ہیں۔

ایک مرتبہ گورنر مدائن (عراق) حضرت سلمان فارسیؓ ایک دوسرے ملک کے وفد سے ملاقات کر رہے تھے اس دوران کھانے کا وقت ہوا تو زمین پر دسترخوان بچھایا گیا' دوران طعام حضرت سلمانؓ کے ہاتھ سے روٹی کا ٹکڑا چھوٹ کر زمین پر گر پڑا آپؓ نے اسے زمین پر سے اٹھا کر جھاڑا اور دوبارہ منہ میں رکھ لیا' آپ کے ذاتی معاون قریب بیٹھے تھے انہوں نے سرگوشی کے انداز میں کہا: "حضرت یہ لوگ مہذب ملک کے شہری ہیں اور پر تکلف تہذیب کے آدمی ہیں' آپ نے زمین پر گرا ہوا روٹی کا ٹکڑا اٹھا کر دوبارہ منہ میں رکھ لیا' یہ لوگ کیا سوچیں گے کہ مسلمانوں کو حکومت مل گئی ہے لیکن اتنی نفاست نہیں آئی کہ مٹی میں لتھڑا ہوا لقمہ تک دوبارہ کھالیتے ہیں۔" آپؓ نے بڑے اعتماد سے جواب دیا کہ "کیا میں اپنے پیارے رسول ﷺ کی سنت کو ان احمقوں کی وجہ سے ترک کردوں؟ (اأترک سنت نبی لھولاء الحمقاء) یعنی یہ مسنون طریقہ ہے کہ اگر کوئی حلال اور طیب کھانے کی چیز زمین پر گر پڑی تو ازراہ تکبر اسے وہاں نہ پڑا رہنے جائے بلکہ صاف کرکے

دوبارہ استعمال کیا جائے ورنہ نعمت خداوندی کی ناشکری کا الزام آسکتا ہے۔

یہ ہے وہ اعتماد جو صدر اول کے مسلمانوں میں تھا۔ انہیں قیصرو کسریٰ کے درباروں میں وضع ہونے والے آداب و رسوم کے مقابلہ میں مسجد نبوی کے کچے فرش پر ترتیب پائی جانے والی سنتوں اور قائم ہونے والے طریقوں سے زیادہ طبعی اور قلبی لگاؤ ہے' دوسروں کے پکے گھر دیکھ کر اپنا کچا گھروندا گرا دینا یا تو بدمستی ہوگی یا پھر بے عقلی!

یہ اور اس طرح کی مثالیں فرائض اور واجبات کا درجہ نہیں رکھتیں کہ انہیں من و عن دہرایا جائے بلکہ ان کے ذریعے میلان طبع اور رحجان خاطر ضرور ہوتا ہے کہ ہمیں دنیا میں رہنا ہے تو پرائی جنت ہی کو ہروقت طمع کی نظروں سے نہیں دیکھنا چاہئے اپنے ہی زور بازو سے حاصل کی ہوئی نان شعیر پر مدار قوت حیدری ہوتی ہے اور یہی مردان کار کا شیوہ ہے' غنا مال سے نہیں نظر اور دل کے ذریعے حاصل ہوتا ہے۔

اگر ہمارے پیٹنے ایک اصطلاح سن کر چھوٹنے لگیں تو کب سر اٹھا کر چلنے کے قابل ہو سکیں گے؟ اسی خوداعتمادی کے حوالے سے ایک بات حکیم الامت علامہ اقبال کے بارے میں تحریر کرنے کے قابل ہے کہ کسی تقریب میں ایف سی کالج کے پرنسپل ڈاکٹر لوکس کی ملاقات حضرت علامہ سے ہوئی۔ ڈاکٹر لوکس نے سوچا ہوگا کہ حضرت علامہ" روشن خیال آدمی ہیں ان سے یہ پوچھ لیا کہ واقعی قرآن حکیم ان ہی الفاظ و حروف کے ساتھ پیغمبر اسلام پر نازل ہوا یا محض مفہوم وارد ہوا اور الفاظ پیغمبر اسلام کے اپنے ہیں۔ جس دور میں یہ بات پوچھی جارہی تھی وہ عہد اسلام اور اہل اسلام کے لئے خاصا پر آشوب اور فتنہ انگیز تھا' انگریز ہم پر مسلط اور حاکم تھے اور بڑے بڑے "عمائدین ملت مسلمہ" معذرت خواہی کو اپنا شعار بنائے ہوئے تھے۔ حتیٰ کہ ان کی اس کٹر پیونت سے اسلام بے چارہ نیم جان ہو رہا تھا' عقائد سے لے کر سنن تک میں "گوری سرکار" کی مرضی کے مطابق ترمیم و تنسیخ کے تیشے چلائے جا رہے تھے اور اپنے اچھے خاصے تاریخی قد کاٹھ کو یورپ کے تنگ جامے میں فٹ کرنے کے لئے کاٹا چھانٹا جارہا تھا' وحی' الہام' ملا ئکہ' جہاد' جزیہ' حجاب' سود جیسے مسائل کی نئی نئی دل خواہ بلکہ "انگریز خواہ" تعبیریں پیش کی جارہی تھیں۔ المختصر اس ماحول میں حضرت علامہ کا جواب کس قدر اعتماد افزاء' یقین افروز اور ایمان پرور تھا وہ ملاحظہ فرمایئے۔

آپ نے کہا کہ "میرا تمام مسلمانوں کی طرح ایمان ہے کہ قرآن حکیم انہی الفاظ و حروف کے ساتھ پیغمبر اسلام ﷺ پر نازل ہوا' کیونکہ بارہا مجھ پر پورے کا پورا شعر الفاظ حروف سمیت وارد ہوا ہے میں نے فقط اسے اپنی بیاض میں نقل کر لیا' اگر مجھ جیسے شخص پر شعر الہام ہو سکتا ہے تو نبی ﷺ کی ذات پر قرآن اس طرح نازل کیوں نہیں ہو سکتا؟" آج اگر کوئی نابغہ اور خام خیال "دانشور" اسے حضرت علامہ کی خوش اعتقادی قرار دے تو اس کا اپنا قصور فہم ہے' اسی خود اعتمادی نے حضرت علامہ کو "حکیم الامت" کا منصب بخشا ہے ورنہ وہ ہمیشہ پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ' اور اسی طرح۔

موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں

کی تلقین کرتے رہتے؟

اس تلقین میں یہی حکمت کارفرما ہے کہ خود اعتمادی کی کمی انسان میں بے یقینی پیدا کرتی ہے اور بقول اقبال۔

غلامی سے بدتر ہے بے یقینی

اور یہ بے یقینی انسان کو ایک "لڑھکتا ہوا پتھر" بنا دیتی ہے جو بالاخر سر کے بل کسی اندھی کھائی میں جا کر گرتا اور پاش پاش ہو جاتا ہے۔

یہ تو تھا اس مسئلے کا ایک پہلو' جس کے ذریعے یہ واضح کیا گیا کہ کسی اعزاز یا الزام' کسی خیر اور شر اور کسی فائدے اور نقصان میں ردو قبول کا معیار کیا ہونا چاہئے؟ یہی معیار ہی ہے جو قوموں کی اقدار تشکیل دیتا ہے اور انہی اقدار کی بدولت قوموں کے گرنے یا سنبھلنے کے رویے ترتیب پاتے ہیں اگر ہربات کو اس کا سیاق اور سباق جانے بغیر قبول یا رد کر دیا جائے تو پھر کوئی بات بن ہی نہیں سکتی۔

آج امریکہ اگر ہمیں "بنیاد پرست" کہتا ہے اور ہم فوراً" کانوں کو ہاتھ لگا کر توبہ توبہ کرتے ہیں کہ نہیں ہم بنیاد پرست نہیں ہیں یعنی آپ کے مفہوم کے مطابق تاریک خیال' جنگجو' قدامت پسند اور روایت پرست نہیں ہیں تو اس امر کی کیا ضمانت ہے کہ کل کو امریکہ ہمیں "کلمہ گو" کہہ کر چھیڑنا شروع کر دے اور اسی کا مفہوم یہ بتائے کہ "کلمہ گو" کا مطلب وہم پرست' گاؤدی اور بزدل ہے جو ہروقت اللہ سے ڈرتا رہتا ہے۔ دکھ تکلیف میں نمازیں پڑھتا ہے' آخرت میں ثواب و عذاب کو مانتا ہے تو کیا ہم فوراً" وضاحتوں پر اتر آئیں اور اپنی صفائی دینا شروع کر دیں کہ نہیں ہم "کلمہ گو" نہیں ہیں' ہم تو سیدھے سادے مسلمان ہیں اور "کلمہ گو" کا جو مفہوم امریکہ متعین کر دے ہم اسے "الہام ربانی" سمجھ کر اس پر ایمان لے آئیں' ظاہر ہے یہ سلسلہ پھر کہیں رکتا نظر نہیں آتا تو کیوں نہ "گربہ کشتن روز اول بہ" کے مقولے پر عمل کرتے ہوئے علی الاعلان کہہ دیں کہ ہم بنیاد پرست ہیں۔ ایک کچی کوٹھری بنیاد کے بغیر کھڑی نہیں ہو سکتی تو ایک امت ایک قوم اور ایک ملت بغیر بنیاد کے کیوں کر اقوام عالم کی صف میں اپنا وجود برقرار رکھ سکتی ہے۔؟

رہا بنیاد پرست کا وہ مفہوم جو امریکہ سمجھتا اور ہم پر چسپاں کرتا ہے تو وہ اس کے منہ پر مارنا چاہئے کہ تاریک خیال' جنگجو اور توہم پرست ہم نہیں تم ہو ذرا اپنی تاریخ کے اوراق کھول کر دیکھو جب اسلام کا نور اور قرآن کا پیغام دنیا کو منور اور انقلاب آشنا کر رہا تھا یورپ اندھے غاروں میں پڑا ہوا تھا' معمولی نظافت تک کا یورپ کو علم نہیں تھا' تہذیب تو دور کی بات ہے' صلیبی جنگیں ہمارا نہیں تمہارا ورثہ ہے' ہمارا سفر دارارقم سے شروع ہو کر فتح مکہ پر منتج ہوا اس

دوران نہایت معمولی خون بہا' اتنا کہ جس قدر عام انسانی دنیا میں معمول کے مطابق قتل ہوتے ہیں' اور تم ہو ہمیں جنگجو کہنے والے' جب کہ ہیروشیما اور ناگا ساکی کی آب و ہوا تمہارے وحشیانہ حملوں اور انسانی قتل عام کی بو سے اب تک مسموم اور روز محشر تک آلودہ رہے گی۔ ہم مسلمان آج بھی قرآن و سنت کی روشنی میں حق اور باطل کا واضح عقیدہ رکھتے ہیں اور ہمارے نزدیک حق اور باطل اضافی صیغے نہیں بلکہ دائمی اصطلاحات ہیں دونوں واضح اور طے شدہ ہیں' دونوں میں حد فاصل ازل سے ابد تک قائم رہے گی' لیکن تمہارے نزدیک حق صرف طاقت کا نام ہے اور باطل کا مفہوم حالات کے تحت آئے دن بدلتا رہتا ہے اس لحاظ سے تاریک خیال تم ہو یا ہم ہیں؟

گزشتہ نصف صدی کی تاریخ ہی اٹھا کر دیکھ لی جائے اور آزادی کی تحریکوں میں ہونے والی خونریزی کا باب کھول لیا جائے تو پتہ چل جائے گا کہ مسلمان خونخوار ہیں یا یورپ اور امریکہ کے منہ کو خون کی چاٹ لگی ہوئی ہے۔ لیبیا میں سنوسی کی تحریک ہو یا الجزائر کی خون آشام جدوجہد' مسئلہ کشمیر ہو یا جلیانوالہ باغ' ویت نام کا معرکہ ہو یا افغانستان کی جنگ اور عراق پر خون بار حملہ یہ کون سے تاریخ کے خفیہ گوشے ہیں جو کسی کو معلوم نہ ہو سکیں؟

ذرائع ابلاغ کے ذریعے پراپیگنڈے کے زور پر نہ تاریخ مسخ ہوتی ہے اور نہ امر واقع تبدیل ہوتا ہے ہم وہ امت ہیں جس کے ہر فرد کے لئے ہمارے خدا' ہمارے رسول ﷺ ہمارے دین اور ہمارے قرآن نے جو نام پسند کیا ہے وہ "مسلم" ہے اور ہمارے نام ہی میں "سلامتی" کا جوہر مضمر ہے۔ ہے کوئی دوسری امت' ملت یا قوم جو اس باوقار اور امن کے علمبردار نام سے موسوم ہو؟۔

امریکہ اور یورپ کی یہ ٹھٹے بازی تو اس اردو کہاوت کو سچ ثابت کر رہی ہے کہ "الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے" جس ملت کا خدا "رب العالمین" جس امت کا نبی "رحمتہ للعالمین" جس قوم کا ضابطہ حیات "ہدی للعالمین" اور جس جماعت کا اپنا نام "المسلمین" ہو غضب خدا کا اسے استعماری طاقتیں "جنگجو" تاریک خیال اور علم دشمن کہیں 'فیا للعجب ۔

سورج کو گلے دھبہ فطرت کے کرشمے ہیں
بت ہم کو کہیں کافر' اللہ کی مرضی ہے

اب ذرا بات خاص اس حوالے سے ہو جائے کہ یورپ اور امریکہ کی طرف سے اس نفسیاتی یلغار کا مقصد کیا ہے کہ وہ ہمارے ہی نت نئے نام گھڑتا اور ہم سے ایسے القاب منسوب کرتا ہے جو اپنی ترکیب میں تو اتنے غلط نہیں ہوتے مگر یورپ اور امریکہ کا پروپیگنڈہ انہیں ایٹم بم کی طرح خوف ناک اور گالی کی طرح شرمناک بنا دیتا ہے۔ ہمارے نزدیک اس نفسیاتی ٹیکنیک کا واحد مقصد مسلمانوں کو ہراساں کرنا اور ان کی قوت مزاحمت کا امتحان لینا ہے کہ آج کل مسلمان کتنے پانی میں ہیں؟ انہیں اپنی جڑ بنیاد سے اکھاڑنے کا وقت آگیا ہے یا ابھی انتظار کرنا پڑے گا؟

بدقسمتی سے ہم اس معاملے میں کمزور نفسیات کے لوگ واقع ہوئے ہیں کہ ابھی امریکہ کے منہ سے الزام کے الفاظ پورے طور پر ادا نہیں ہو پاتے کہ ہم پہلے لجاتا اور کسمسانا شروع کر دیتے ہیں اور دائیں بائیں لغت کی کتابیں ڈھونڈھ کر معذرت کے الفاظ تلاش کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

آج ہم خوش ہو رہے ہیں کہ ہم نے "بنیاد پرست" ہونے کی تردید کر کے خود کو اس بوجھ سے سبکدوش کر لیا ہے مگر اس کا کیا علاج کہ امریکہ اور یورپ شاید ہماری معذرت اور تردید سے پھر بھی مطمئن نہ ہوں اور وہ ہم سے کہیں کہ تم کس طرح "بنیاد پرست" نہیں ہو جبکہ تمہارے ملکوں کے نام کے ساتھ اکثر "اسلامی جمہوریہ" کا لفظ آتا ہے' تمہارے ہاں "مذہبی امور" کی باقاعدہ وزارتیں ہیں تم ہر سال حج پالیسی بناتے ہو تمہارے اجلاسوں کا آغاز "تلاوت" سے ہوتا ہے۔ مصافحہ کے وقت تم "السلام علیکم" کہتے ہو' تقریر کا آغاز "بسم اللہ" سے کرتے ہو' تمہارے قومی ترانے میں "سایہ خدائے ذوالجلال" آتا ہے۔ پاکستان کا دارالحکومت "اسلام آباد" ہے اور اکثر اسلامی ملکوں کا سرکاری مذہب اسلام ہے۔

لہٰذا "خوئے بد را بہانہ بسیار" کے مصداق' ہمیں یورپ اور امریکہ سے ہر وقت یہ توقع رکھنی چاہئے کہ وہ ایک نہیں دوسرے' دوسرا نہیں' تیسرے بہانے سے ضرور ہمیں بدنام اور زچ کرتے رہیں گے اور ہم کہاں کہاں اور کس کس بات کی تردید اور وضاحت کرتے پھریں گے؟۔

قرآن حکیم نے واضح طور پر قرار دیا ہے کہ "تم جب تک اپنا دین نہیں بدل دو گے وہ تم سے راضی نہیں ہوں گے۔" مغرب کو ہماری شکل و صورت اور افرادی و مالی وسائل سے خطرہ نہیں اسے ہمارے نظریہ حیات سے ڈر ہے جو فی الواقع اور ان کی نظر میں بھی حیات آفریں' طاقتور' زندہ' متحرک اور ہر چیلنج کا سامنا کرنے والا نظریہ حیات ہے۔ اگر ہم اپنے نظریہ حیات سے دستبردار ہونا چاہتے ہیں تو یہ بات بالکل دوسری ہے لیکن اسلام کے فیصلہ کن کردار کی موجودگی میں یورپ اور امریکہ ہم سے کبھی خوش اور مطمئن نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ وہ ایٹمی ٹیکنالوجی' معاشی فراغت دفاعی ساز و سامان' فنی صلاحیت اور استحکام حکومت جیسے امور میں ہم سے بہت آگے ہیں' اگر وہ ہم سے پیچھے ہیں تو وہ نظریاتی قوت ہے جس سے وہ محروم ہیں' حیات و کائنات کے ان روحانی اصولوں اور ضابطوں سے محروم ہیں جس سے ان کا پورا نظام معاشرت ایک مستقل خلاء کا شکار ہے جسے وہ ایٹم بم اور دولت کے زور سے پر نہیں کر سکتے۔

ان کی یہ خواہش طشت ازبام ہوا چاہتی ہیں کہ کیمونزم خواہ جیسا برا بھلا نظام تھا بہر حال اپنی پشت پر ایک نظریاتی قوت رکھتا تھا اور ان کے لئے ایک چیلنج اور درد سر تھا جسے مغرب کی قوت نے پاش پاش کر دیا۔ اب ان کے لئے مسئلہ صرف "اسلام" رہ گیا ہے وہ اسے بھی ختم کرنا چاہتے ہیں تب جا کر امریکہ اور یورپ کو سکون نصیب ہوگا' اس لئے ان کی نفسیاتی یلغار کا ہر راستہ اسلام اور اہل اسلام کی طرف جاتا ہے۔ اس سلسلے میں اہم ترین بات یہ ہے کہ امریکہ پہلے پہل "بنیاد پرستی" کا چرچا کرے گا اور

رفتہ رفتہ اس "بنیاد پرستی" کو "دہشت گردی" کا مترادف بنا رہے گا' وہ جس ملک کو اپنی غنڈہ گردی کا نشانہ بنانا چاہے گا اس پر "بنیاد پرست" ہونے کا لیبل چسپاں کر دے گا اور اس کا مطلب "دہشت گرد" ملک ہو گا تو اگلے قدم کے طور پر ان اداروں کی وساطت سے (جو خود اس کے محتاج اور دست نگر ہیں) قرار دادیں منظور کرائے گا۔ قبل ازیں بھی ایسی قرار دادیں موجود ہیں کہ "دہشت گرد" ملکوں کے خلاف سخت ترین کارروائی ہو سکتی ہے ایسے ملکوں کی اقتصادی ناکہ بندی سے لے کر براہ راست ان پر فوج کشی کی جائے گی۔

حلیف یورپی ملکوں کے عوام کی رائے اور رد عمل سے نپٹنے کے لئے پہلے سے نفسیاتی محاذ کھولنا امریکہ کی پالیسی اور حکمت عملی کا حصہ ہے تا کہ وہ اپنے حلیف ملکوں اور ان کے عوام کو باور کرا سکے کہ جس کے خلاف فوجی کارروائی ہو رہی ہے وہ "دہشت گرد" ملک ہے اور اس کارروائی کا اخلاقی جواز ہے اس مرحلے پر پہنچ کر ہماری سوچ کے دو دھارے اور ہمارے لئے انتخاب کے دو راستے ہیں۔

اولاً" ہم برابر "بنیاد پرستی" کے الزام کی تردید کرتے رہیں اور یوں "دہشت گردی" کے لیبل سے بچ جائیں۔ ثانیاً" ہم ڈنکے کی چوٹ پر خود کو "بنیاد پرست" تسلیم کریں اور اپنا مدعا اور مفہوم واضح کرتے رہیں۔ لہٰذا بظاہر پہلا راستہ محفوظ اور محتاط راستہ ہے اور ہمارے بعض دانشور تجزیہ نگار اسے منتخب کر رہے ہیں اور دوسرے راستے کو وہ جذباتی اور اشتعال انگیز بتلاتے ہیں۔

لیکن ہمارے خیال میں آخر الذکر دوسرا راستہ ہی بقاء اور استقلال کی ضمانت فراہم کرے گا کیونکہ امریکہ کی نیت ٹھیک ہوتی تو وہ اور اس کے ذرائع ابلاغ اور زیر اثر اور حلیف ممالک کے "دانشور" ہمارے لئے یہ لقب اختراع نہ کرتے' جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے کہ یہ اصطلاح محض "چلمن" ہے اسکے پیچھے اصل "چہرہ" دیکھنے کی ضرورت ہے جو بڑا بھیانک اور مکروہ ہے اور یہ چہرہ ایسے سانپ کا چہرہ ہے جس کے دو منہ اور بے شمار کینچلیاں ہیں' جنہیں وہ بدلنے میں ذرا دیر اور تامل نہیں کرتا۔

کشمیر میں اس کا چہرہ اور ہے' الجزائر میں اور اور وہ چاہے تو پوری وادی کو خاک و خون میں لوٹانے والے بھارت کو سب سے بڑی "جمہوریہ" کی سند دے دے اور چاہے تو الجزائر میں انتخاب جیتنے والے فرنٹ کو "بنیاد پرست" قرار دے دے۔ جس طرح شیر پر کوئی پابندی نہیں کہ وہ انڈے دے یا بچے! اسی طرح امریکہ پر بھی کوئی قید نہیں کہ دیو کو پری اور پری کو دیو ثابت کر دے۔

اگر ہمارا رویہ معذرت خواہانہ رہا تو وہ ہمارا گھیرا اور تنگ کرتا جائے گا تا آنکہ ہمیں اپنی شرائط منوانے پر مجبور کر دے گا اور ہماری معذرتوں کو الٹا ہمارے خلاف استعمال کرے گا۔

یہ بحث اتنا طول نہ کھینچتی اگر ہمارے "لبرل اور ماڈرن" رہنما ہر ایسے موقع پر امت کے اجتماعی ضمیر اور مجموعی احساس کے علی الرغم رویہ نہ اپناتے' البتہ وجدان یہ کہتا ہے کہ اب تک یورپ اور امریکہ ہمارے "لبرل لیڈروں" کے حلیے اور رویے کو دیکھ کر ہماری "غیرت اور ملی وحدت" کا اندازہ کرتے اور اپنے قبیح فیصلے ٹھونستے رہے مگر اب شاید "بندہ صحرائی اور مرد کوہستانی" مسلمانوں سے انہیں سابقہ پیش آنے والا ہے۔ آج نہیں تو کل' اور کل نہیں تو اس سے اگلے دن! اب کی بار تاریخ اپنے سینے پر نیا باب رقم کرے گی۔

نعت مبارک

بار بار ان پر فدا ہوں' پھر خدا زندہ کرے
یوں وہ میری عمر دو روزہ کو پائندہ کرے
آپؐ کی سیرت اندھیروں کو مٹادے یک بیک
وہ دلوں کو روشن اور سینوں کو تابندہ کرے
آدمی کے دل پہ جب ظلمت اثر انداز ہو
کون پھر ان کے سوا سینے کو رخشندہ کرے
آپ کے نور ہدایت کا یہ جلوہ کم نہیں
دل کے جو تاریک گوشوں کو درخشندہ کرے
اس مبارک ذات سے بڑھ کر ہمارا کون ہے
جو دلوں کو مائل اصلاح آئندہ کرے
سب جہانوں کے لئے رحمت ہے ان کی پاک ذات
اعتراف اس بات کا ہر ایک باشندہ کرے
میں نے بزمی! انؐ کے احسانوں کا کیا بدلہ دیا
یہ کمی ہر ہر قدم پر مجھ کو شرمندہ کرے

(پروفیسر) خالد بزمی

مولانا ابو جندل قاسمی

دور جاہلیت اور دور اسلام

معاشرتی و سماجی زندگی کا تقابلی مطالعہ

عام معاشرت

جاہلی دنیا کی دینی و روحانی جہالت عوام کے ساتھ ان کے رویہ' طبقاتی تفاوت اور عورت کے سلسلہ میں ان کے خیالات و معاملات اور اس کے بالمقابل مذہب اسلام کے اس سلسلہ میں خیالات و تعلیمات کا تقابلی صورت حال کا جائزہ لینے کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کی معاشرتی و سماجی زندگی پر بھی ایک نظر ڈال لی جائے۔

چنانچہ روم و ایران اور اہل عجم پر عام طور پر عیش پرستی کا بھوت سوار تھا' مصنوعی تہذیب اور پر فریب زندگی کے سیلاب میں سر سے پاؤں تک غرق تھے۔ سلاطین روم اور شاہان ایران اور ان کے امراء و رؤسا کو سامان تعیش کی فراہمی اور دولت ستانی کے سواء کسی بات کی فکر نہ تھی۔ عیاشی' تکلفات زندگی' عیشات اور سامان آرائش کی بہتات اور ان میں باریکیاں و نکتہ سنجیاں محیر العقول اور قیاس سے بالا و برتر تھی۔

والیان ریاست' شاہزادے' امراء' اونچے گھرانوں کے نیز متوسط طبقہ کے افراد بادشاہوں کے نقش قدم پر چلنے کی اور کھانے پینے' پوشاک اور طرز رہائش میں ان کی نقل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ ایک ایک شخص اپنی ذات اور اپنی پوشاک پر اتنا صرف کرتا جس سے ایک پوری بستی کی پرورش ہوسکے۔۔۔ اس عیش پسند اور مسرفانہ زندگی کا نقشہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے اپنی جلیل القدر تصنیف "حجۃ اللہ البالغہ" میں اس طرح کھینچا ہے۔

"صدیوں سے آزادانہ حکومت کرتے کرتے اور دنیا کی لذتوں میں انہماک' آخرت سے غفلت اور شیطان کے ان پر پورا مسلط ہوجانے کی وجہ سے اہل عجم اور روم نے زندگی کی آسانیوں میں بڑی موشگافی پیدا کرلی تھی' اور اس میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے اور فخر کرنے کی کوشش کرتے تھے' دنیا کے مختلف گوشوں سے ان کے پاس بڑے بڑے اہل ہنر جمع ہوگئے تھے جو اس سامان آرائش و آسائش میں نزاکتیں اور نئی نئی تراش خراش نکالتے تھے' اور ان پر فوراً" عمل شروع ہوجاتا تھا اور اس میں برابر اضافے اور جدتیں ہوتی رہتی تھیں' اور ان باتوں پر ناز کیا جاتا تھا۔ معیار زندگی اتنا بلند تھا کہ امراء میں سے کسی کے لئے ایک لاکھ درہم سے کم کا پٹکا باندھنا اور تاج پہننا سخت معیوب اور باعث عار تھا۔ اگر کسی کے پاس عالی شان محل' فوارہ' حمام' باغات' خوش خوراک اور تیار سواریاں خوش رو اور حسین غلام نہ ہوتے اور کھانے پینے میں تکلفات اور لباس و پوشاک میں تجمل نہ ہوتا تو ہم چشموں میں اس کی کوئی عزت نہ ہوتی۔"

(حجۃ اللہ البالغہ ج ۱ ص ۱۰۵ باب "اقامۃ الارتفاقات و اصلاح الرسوم" مطبوعہ رشیدیہ دہلی)

آگے فرماتے ہیں: "یہ تکلفات اور سامان تعیش بیش قرار رقمیں صرف کئے بغیر حاصل نہیں ہوسکتے تھے اور یہ بے پایاں مال و دولت کاشتکاروں' تاجروں اور دوسرے پیشہ وروں پر محصول اور ٹیکس بڑھانے اور ان پر تنگی کئے بغیر دستیاب نہیں ہوسکتی تھیں۔ اگر وہ ان مطالبات کے ادا کرنے سے انکار کرتے تو ان سے جنگ کی جاتی اور ان کو سزائیں دی جاتیں اور اگر وہ تعمیل حکم کرتے تو ان کو گدھوں اور بیلوں کی طرح بنالیتے جن سے آب پاشی اور کاشتکاری میں کام لیا جاتا اور صرف خدمت کرنے کے لئے ان کو پالا جاتا۔" (حوالہ بالا)

تعیش کی چند مثالیں

طبری کی روایت ہے کہ:

"عربوں کو مدائن کی فتح میں ترکی خیمے نظر آئے جو سر بمہر ٹوکروں سے بھرے ہوئے تھے۔ عرب کہتے ہیں کہ ہم نے خیال کیا کہ ان میں کھانے پینے کا سامان ہوگا مگر ان میں سونے چاندی کے برتن نکلے۔"

آگے فرماتے ہیں کہ: "اہل فارس کا تعاقب کرتے ہوئے دو خچر ملے۔ ایک کے اوپر سے دو تھیلے نکلے جن میں کسریٰ (شاہ ایران) کی ریشم کی پوشاکیں تھیں اور وہ سونے کے تاروں سے بنی ہوئی تھیں اور جواہرات سے آراستہ تھیں۔ اور دوسرے تھیلے میں کسریٰ کا مرصع تاج تھا جو جوہرات سے جڑا ہوا تھا۔"

ایک جگہ لکھتے ہیں کہ: "ایک دوسرے تعاقب میں دو گدھے دستیاب ہوئے۔ ان میں سے ایک پر دو تھیلے تھے۔ ایک میں سونے کا بنا ہوا گھوڑا تھا جس کی زین چاندی کی تھی اس کے منہ کے اندر اور گلے پر یاقوت اور زمرد چاندی سے پروئے ہوئے تھے۔ لگام بھی اسی قسم کی تھی۔ اس کا سوار چاندی کا بنا ہوا تھا اور اس کا تاج جواہرات سے مرصع تھا۔ اور دوسرے میں چاندی کی بنی ہوئی ایک اونٹنی تھی جس پر سونے کا نمدہ تھا اور استر بھی سونے کا تھا۔ باگ بھی سونے کی تھی اور ہر چیز میں یاقوت پروئے ہوئے تھے۔ اس پر سونے کا بنا ہوا ایک مرد سوار تھا جس کا تاج جواہرات سے مرصع تھا۔ کسریٰ (شاہ ایران) ان دونوں کو تاج کے دو ستونوں پر رکھتا تھا۔"

(تاریخ طبری اردو ص ۵۰۳-۵۰۴ ج ۲)

ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ: "

خزانوں میں تین ارب کا مال تھا۔ انہوں نے نصف مال رستم کے ساتھ بھیج دیا۔ باقی نصف خزانوں میں تھا۔"

(بحوالہ بالاج ۲ص ۹۵)

ایک جگہ لکھتے ہیں کہ: "رستم جب پانی میں گھسا تو اس نے بہت سی چیزیں اتار دی تھیں اور ہلکا ہو گیا تھا۔ تاہم اس کا موجودہ سامان بھی ستر ہزار میں فروخت ہوا۔ اس کا تاج اگر مل جاتا تو اس کی قیمت ایک لاکھ تھی۔"

(ایضاً ج ۲ص ۲۰)

خسرو دوم (شاہ ایران) نے ۶۰۷ء تا ۶۰۸ء میں مدائن میں اپنے خزانہ کو نئی عمارت میں منتقل کیا تو اس میں چھیالیس کروڑ اسی لاکھ (۴۶۸۰۰۰۰۰۰) مثقال سونا تھا۔ یعنی تقریباً" پانچ ارب روپے۔ حکومت کے تیرہویں سال بعد اس کے خزانے میں اسی کروڑ مثقال وزن کا سونا تھا۔ اس کے تاج میں ۱۲۰ پونڈ یعنی ڈیڑھ من خالص سونا تھا۔ (ایران بعد ساسانیاص ۵۳۱ بحوالہ "مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر" ص ۱۷)

مورخین نے اس فرش بہار کی جس پر امراء ایران موسم خزاں میں بیٹھ کر شراب پیتے تھے تفصیل لکھی ہے:

" یہ ساٹھ گز مربع تھا' تقریباً" ایک ایکڑ زمین گھیر لیتا۔ اس کی زمین سونے کی تھی جس میں جابجا جواہرات اور موتیوں کی گلکاری تھی۔ چمن تھے جن میں پھولدار اور پھلدار درخت تھے۔ درختوں کی لکڑی سونے کی' پتے حریر کے' کلیاں سونے چاندی کی اور پھل جواہرات کے بنائے گئے تھے۔ اردگرد ہیروں کی جدول تھی' درمیان میں روشیں اور نہریں بنائی گئیں تھیں جو سب جواہرات کی تھیں۔ موسم خزاں میں تاجداران آل ساسان اس گلشن بے خزاں میں بیٹھ کر شراب نوشی کرتے اور دولت کا ایک حیرت انگیز کرشمہ نظر آتا جو زمانے نے کبھی کہیں اور نہ دیکھا تھا۔"

(تاریخ اسلام از مولوی عبدالحلیم شرر ج اص ۵۴ ۳ بحوالہ بالا ص ۷۵)

غرض کہ شاہوں' شاہزادوں' ان کے متعلقین و وابستگان اور جاگیرداروں و دولتمندوں کا طبقہ سدا بہار پھولوں کی سیج پر زندگی گزارتا۔ ان کے اہل خانہ اور بچے سونے چاندی سے کھیلتے اور دودھ و گلاب میں نہاتے۔ یہ لوگ اپنے گھوڑوں کی نعلیں بھی جواہرات سے جڑتے اور در و دیوار کو بھی ریشم و کمخواب سے سجاتے تھے۔

اور دوسرا طبقہ یعنی چھوٹے تاجر' کاشتکار و اہل حرفہ کی زندگی سراپا کلفت تھی۔ یہ ٹیکسوں اور نذرانوں کے بار سے کچلے جارہے تھے۔ دوسری مصیبت یہ تھی کہ یہ لوگ بہت سی باتوں میں اونچے طبقہ کی نقل اتارنے کی بھی کوشش کرتے جس سے اور زیادہ پریشان ہوتے۔

یہ تھے جاہلی دنیا کے سامان تعیشات و تکلفات کے چند مختصر سے نمونے جو "مشتے از خروارے" کے طور پر ہیں۔ اب ذرا صرف ایک مثال زمانہ قریب کی بھی بیان کرنی مناسب ہوگی۔

زمانہ قریب کی ایک مثال

حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی مدظلہ اپنی کتاب "اسلام اور جدت پسندی" میں چاند پر کمند ڈالنے کے متعلق رقم طراز ہیں: "سوال یہ ہے کہ اس کارنامہ کی انجام دہی کی انسان کو جو قیمت ادا کرنی پڑی ہے کیا اس کے پیش نظر یہ کارنامہ انجام دینے کے لائق بھی تھا؟ ــــ صرف ایک اپالو ہشتم کی آمد و رفت پر ایک کھرب بیس ارب روپے کا صرفہ ہوا۔ واضح رہے کہ یہ ایک خلائی جہاز پر خرچ کی جانے والی رقم پاکستان کے کم از کم بیس سال کے بجٹ اور دس کروڑ عوام کی چھ سال کی کمائی کے مساوی ہے۔ اور اپالو دہم پر جو خرچ آیا وہ یقیناً" اس سے کہیں زیادہ ہے ..... باہر کی دنیا کو چھوڑیئے خود امریکہ میں جس نے یہ "عظیم کارنامہ" انجام دینے کا اعزاز حاصل کیا ٹھیک اسی مہینے جس میں اپالو ہشتم پر مذکورہ رقم خرچ کی گئی یہ رپورٹ شائع ہوئی تھی کہ وہاں نو آدمیوں میں ایک مفلس ہے۔ اس موضوع پر برطانیہ کے ایک ممتاز مورخ اور فلسفی ڈاکٹر آرنلڈ ٹائن بی کہتا ہے۔" لیکن آج بھی امریکہ کی دس فیصدی یا بیس فیصد آبادی افلاس زدہ افراد پر مشتمل ہے۔ اور اگر دنیا کو بحیثیت مجموعی دیکھا جائے تو اس کی بڑھتی ہوئی آبادی کا صرف ایک تہائی حصہ ایسا ہے جس کو صحیح طریقہ سے خوراک مل رہی ہے۔" کیا ایسے ملک میں کھربوں روپیہ صرف چاند تک پہنچنے کے بے فائدہ شوق میں پھونک دینا عقل' دیانت' انصاف اور ہمدردی سے کہاں میل کھاتا ہے۔"؟ (کتاب مذکور ص ۷۶۔ ۷۸ اشاعت ۱۹۹۱ء بتغیر و اختصار) یہ تھی جاہلی دنیا اور اس کے "مشابہ دنیا" کا بہت مختصر حال۔ اب ذرا۔

مذہب اسلام

اور اس کے پیروکار و متبعین پر بھی ایک نظر ڈال لیجئے۔ مذہب اسلام کی تعلیمات اور مسلمانوں کے بھی چند واقعات پڑھ لیجئے اور پھر تقابل کیجئے کہ دونوں میں کتنا فرق ہے۔ کہاں جاہلی دنیا تحت الثریٰ میں اور کہاں مذہب اسلام اور اس کے کامل متبعین آسمان پر چنانچہ سب سے پہلے ہم ایک آیت اور تین حدیثیں ذکر کرتے ہیں۔ اس کے بعد چند واقعات ملاحظہ فرمائیں:۔۔

ارشاد باری ہے:

یاایہاالذین امنوا لا تاء کلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارة عن تراض منکم (الی قولہ تعالٰی) وکان ذلک علی اللہ یسیرا۔ (النساء آیت ۲۹ تا ۳۰)

اے ایمان والو نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کے آپس میں ناحق' مگر یہ کہ تجارت ہو آپس کی خوشی سے' اور نہ خون کرو آپس میں۔ بے شک اللہ تم پر مہربان ہے۔ اور جو کوئی یہ کام کرے۔ یعنی بلاوجہ ظلم و زیادتی سے ناحق اوروں کے مال کھائے یا ان میں کچھ بھی تصرف کرے) تعدی اور ظلم سے تو ہم اس کو ڈالیں گے آگ میں اور یہ اللہ پر آسان ہے۔

احادیث بسلسلہ تعلیم

حدیث۱:۔ عن عبداللہ بن عمر قال اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمنکبی فقال: کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل۔ (بخاری شریف ص۹۴۹ ج۲)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے دونوں مونڈھے پکڑ کر مجھ سے ارشاد فرمایا: دنیا میں ایسے رہ جیسے کہ تو پردیسی ہے بلکہ راہ چلتا مسافر۔

یعنی جس طرح کوئی مسافر پردیس کو اور رہ گزر کو اپنا اصلی وطن نہیں سمجھتا اور وہ اپنے لئے لمبے چوڑے انتظامات نہیں کرتا اسی طرح مومن کو چاہئے کہ اس دنیا کو اپنا اصلی وطن نہ سمجھے اور یہاں کی ایسی فکر نہ کرے جیسے کہ یہیں اس کو ہمیشہ رہنا ہے۔ بلکہ اس دنیا کو ایک پردیس اور رہ گزر خیال کرے۔

حدیث۲:۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعن عبدالدینار و لعن عبدالدرھم۔ (ترمذی ج۲ ص۶۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: بندہ دینار خدا کی رحمت سے محروم ہو اور بندہ درہم خدا کی رحمت سے دور رہے۔

یعنی جو لوگ مال و دولت کے پرستار ہیں اور انہوں نے مال و دولت ہی کو اپنا معبود اور محبوب و مطلوب بنالیا یعنی اس کی چاہت اور طلب میں اللہ کے احکام اور حلال و حرام کی حدوں کو بھی پار کر جائے، اس حدیث میں ان سے بیزاری کا اعلان اور ان کے حق میں بددعا ہے کہ وہ خدا کی رحمت سے محروم اور دور رہیں۔

حدیث۳: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجالاً یتخوضون فی مال اللہ بغیر حق فلھم النار یوم القیمۃ (بخاری ج۱ ص۴۳۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ وہ لوگ جو اللہ کے (یعنی مسلمانوں کے) مال میں ناحق تصرف کریں تو قیامت کے دن ان کے لئے آگ ہے۔

یعنی جو لوگ عام مسلمانوں کے مالوں کو ظلماً باطل طریقہ سے ناحق کھاتے اور تصرف کرتے ہیں اس حدیث میں ان کے لئے قیامت میں اس کے بدلہ دوزخ کی آگ میں جھونک دیئے جانے کا اعلان ہے۔

واقعات

واقعہ۱: ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے یہ بات رکھی کہ (اگر تم دولت مند بننا چاہو تو) ہم تمہارے لئے مکہ کی وادی کو سونا بنادیں اور سونے سے بھردیں۔ تو میں نے عرض کیا کہ میرے پروردگار: میں اپنے لئے یہ نہیں مانگتا بلکہ میں (ایسی ناداری اور غریبی کی حالت میں رہنا پسند کرتا ہوں کہ ایک دن پیٹ بھر کر کھاؤں اور ایک دن بھوکا رہوں۔ تو جب مجھے بھوک لگے تو آپ کے سامنے عاجزی اور گریہ و زاری کروں اور آپ کو یاد کروں، اور جب آپ کی طرف سے مجھے کھانا ملے اور میرا پیٹ بھرے تو میں آپ کی حمد اور آپ کا شکر کروں۔

(ترمذی ص۵۸ ج۲)

واقعہ۲: سعید مقبریؒ حضرت ابوہریرہؓ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ان کا گزر کچھ لوگوں پر ہوا (جو کھانے پر بیٹھے تھے) اور ان کے سامنے بھنی ہوئی بکری رکھی ہوئی تھی۔ ان لوگوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے بھی کھانے میں شرکت کی استدعاء کی۔ تو آپ نے انکار کردیا اور (بطور معذرت) کہا کہ (میرے لئے اس کھانے میں کیا مزہ ہے جبکہ مجھے معلوم ہے کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے اس حال میں تشریف لے گئے کہ جو کی روٹی سے بھی آپ نے پیٹ نہیں بھرا۔

(بخاری بحوالہ معارف الحدیث ج۲)

واقعہ۳: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب آپ کی وفات کے بعد خلیفہ بنائے گئے تو کچھ دنوں تک تو اسی طرح تجارت کرتے رہے۔ مگر اس سے امور خلافت میں حرج ہونے کی وجہ سے بیت المال سے وظیفہ لینا شروع کردیا۔ لیکن وفات کے وقت وصیت کی کہ جتنی رقم اب تک میں نے بیت المال سے لی ہے سب واپس کردو اور فلاں زمین اس رقم کے معاوضہ میں دے دو۔ چنانچہ وہ زمین، ایک اونٹنی، ایک غلام، اور کچھ غلہ تقریباً پانچ درہم کی قیمت کا سب چیزیں واپس کردیں۔ (تاریخ طبری اردو ص۲۵۶ ج۲)

واقعہ۴: آذربائیجان میں کھجوریں اور گھی ملا کر ایک حلوا تیار کیا جاتا تھا، جس کو "خبیص" کہتے تھے۔ ایک مرتبہ خلیفہ ثانی حضرت عمرفاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں والی آذربائیجان حضرت عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ نے دو پٹاریوں میں وہ حلوا تیار کرا کے آپ کی خدمت میں مدینہ بھیجا۔ آپؓ نے اسکو کھول کر چکھا تو لذیذ پایا۔ پھر لانے والوں سے پوچھا۔ "کیا عتبہؓ کی فوج کے سب لوگ یہ حلوا سیر ہو کر کھاتے ہیں۔"؟ جواب نفی میں ملا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: "یہ حلوا واپس لے جاؤ، جو چیز سب مسلمانوں کو میسر نہیں میرے لئے اس کا کھانا کیسے درست ہے۔" پھر حضرت عتبہ کو پر عتاب خط لکھا ہے۔ جس میں سادہ زندگی کے متعلق ہدایات کیں۔

(ستر ستارے۔ طالب الہاشمی ص۳۴۳)

واقعہ۵: حضرت حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ان کے زمانہ خلافت میں دیکھا کہ مسجد میں لیٹے ہوئے تھے۔ اور سنگ ریزوں کے نشانات پہلو میں بن گئے تھے۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ امیرالمومنین ہیں اور اس حالت میں رہتے ہیں۔ (خلفائے راشدین مولانا عبدا... ص۱۷۵)

واقعہ۶: ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہؓ نے حضرت ضرار اسدیؒ سے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے تھے درخواست کی کہ اے ضرار حضرت علیؓ کے کچھ اوصاف بیان کرو۔ انہوں نے بہت سے اوصاف بیان کئے اور کہا کہ "روتے بہت تھے، فکر میں زیادہ رہتے تھے۔ لباس کم قیمت کا پسندیدہ تھا۔ ادنیٰ درجہ کا کھانا مرغوب تھا" اور بہت سے اوصاف بیان کئے۔

(خلفاء راشدین ص۱۶۹)

واقعہ۷: حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں ملک شام کے گورنر بنائے گئے (ملک شام اس وقت ان چار ملکوں پر مشتمل تھا۔ شام، اردن، فلسطین، لبنان) تو حضرت عمرؓ شام کا معائنہ کرنے کے لئے تشریف لائے اور حضرت ابوعبیدہ کا گھر دیکھنے کی خواہش ظاہر کی (تاکہ دیکھیں کہ گورنری کے زمانہ میں کہیں مال تو اکٹھا نہیں کرلیا) حضرت ابوعبیدہ آپ کو لے کر چلے جب پورا شہر دمشق گزر گیا تو آخر میں کھجور کے پتوں کا بنا ہوا ایک جھونپڑا دکھایا۔ آپؓ اندر داخل ہوئے تو چاروں طرف سوائے ایک مصلی کے کچھ نظر نہ آیا۔ پھر ابوعبیدہؓ سے سوال کیا کہ یہاں تو کھانے پینے اور سونے وغیرہ کا کچھ بھی نظم نہیں تم یہاں کیسے رہتے ہو۔ جواب دیا کہ امیر المومنین یہاں میری ضرورت کے سارے سامان میسر ہیں۔ اس مصلی پر رات کو نماز پڑھ لیتا ہوں اور اسی طرح سو جاتا ہوں۔ پھر اپنا ہاتھ اوپر چھپر کی طرف بڑھایا اور ایک پیالہ نکالا اور کہا کہ یہ برتن ہے۔ امیر المومنین نے وہ برتن دیکھا تو اس میں پانی تھا اور سوکھی روٹی کے کچھ ٹکڑے بھیگے ہوئے تھے۔ پھر عرض کیا کہ امیر المومنین امور حکومت سے فرصت نہیں ہوتی، ایک خاتون دو تین دن کی روٹی ایک وقت میں پکا دیتی ہے۔ جب وہ سوکھ جاتی ہے تو اسی کو پانی میں بھگو دیتا ہوں اور رات میں سوتے وقت کھالیتا ہوں۔

(سیر اعلام النبلاء، ص ۷ تا ۱۸ بحوالہ اصلاحی خطبات مفتی تقی عثمانی ص ۶ ج ۳)

یہ تھی مذہب اسلام کی معاشرتی زندگی کے سلسلہ میں بہت مختصر سی تعلیم اور اسلامی حکام کے معاشرتی زندگی کے واقعات کی ایک جھلک۔ اگر ان تعلیمات کا اور اس طرح کے واقعات کا احاطہ کیا جائے تو یقیناً ایک دفتر بھی ناکافی ہوگا۔ جاہلی اور اس کے مشابہ دنیا اور اسلامی دنیا میں یہی فرق ہے۔

حاصل معروضات

کلام کا مختصر سا حاصل یہ ہے کہ دنیا دارالامتحان

”تحریک ختم نبوت پاکستان“ کا ”عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت“ میں انضمام

مولانا پیر سلیمان منیر، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، تحریک ختم نبوت کے رہنماؤں کی پریس کانفرنس

محترم صحافی حضرات:۔ ہم آپ کے بے حد ممنون ہیں کہ آپ اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود یہاں تشریف لائے۔ آج کی اس پریس کانفرنس کے ذریعے ہم آپ کو تحریک ختم نبوت پاکستان اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مابین ہونے والے حالیہ مذاکرات میں کئے جانے والے دو اہم فیصلوں اور اقدامات سے آگاہ کرنا چاہتے ہیں۔

محترم صحافی حضرات اسلام کے بنیادی عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور انگریز کے خود کاشتہ پودے منکرین ختم نبوت "فتنہ قادیانیت" کی اسلام و ملک دشمن سرگرمیوں کے خلاف کام کرنے والی جماعتوں تحریک ختم نبوت پاکستان اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اپنے مشترکہ مذاکرات میں دینی قوتوں کے اتحاد اور اسلام دشمن قوتوں بالخصوص قادیانی فتنہ کے رد کے لئے مشترکہ جدوجہد کرنے کے ضمن میں دو اہم فیصلے کئے ہیں جس کے مطابق نمبر۱ "تحریک ختم نبوت پاکستان" کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میں ضم کردیا گیا اس فیصلے کے تحت آج کے بعد ملک بھر میں تحریک ختم نبوت کی تمام تنظیمیں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میں ضم ہوگئیں اور عالمی مجلس کے ایک ہی پلیٹ فارم پر متحد ہوکر ختم نبوت کے عظیم کاز پر متحدہ جدوجہد کریں گی۔

محترم صحافی حضرات: دونوں جماعتوں کے مذاکرات میں طے ہونے والے نمبر ۲ اہم فیصلے کے ضمن میں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے طلباء اور نوجوانوں کی ملک گیر تنظیم کا قیام ہے اس سلسلہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر سایہ محمد ممتاز اعوان کی قیادت میں پاسبان ختم نبوت کے نام سے طلباء اور نوجوانوں کی نئی تنظیم کے قیام کا اعلان شامل ہے پاسبان ختم نبوت پاکستان کی تنظیم سازی کے لئے تین کمیٹیاں قائم کی گئی ہیں جس کے مطابق حضرت الامیر مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ، مولانا پیر سلیمان منیر، مولانا عزیز الرحمان جالندھری، میاں عبدالرحمان، صاحبزادہ سعید الرحمان احمد پر مشتمل سرپرست کمیٹی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اکرم طوفانی، ڈاکٹر جہانگیر شجاع، پیر شبیر احمد شاہ گیلانی اور مفتی سید عاشق حسین رضوی پر مشتمل نگران کمیٹی محمد ممتاز اعوان، شجاعت علی مجاہد، فخر الاسلام فیصل، شیخ اصغر وحید، محمد عثمان شاہد، عبدالحق حقانی، محمد اسلم کلیانوی اور محمد داؤد خان شاکر پر مشتمل تنظیمی کمیٹی قائم کردی گئی ہے۔ جبکہ عنقریب لاہور میں پاسبان ختم نبوت پاکستان کا ملک گیر کنونشن بھی منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

محترم صحافی حضرات مختلف دینی جماعتوں کے راہنماؤں نے بھی اپنے اپنے پیغامات میں تحریک ختم نبوت پاکستان کو "عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت" میں ضم کرنے کے فیصلہ کو بھرپور سراہا ہے اس ضمن میں جمعیت علماء اسلام کے سربراہ مولانا محمد اجمل خان نے اس فیصلہ کو انتہائی مستحسن اقدام قرار دیا ہے ملی یکجہتی کونسل اور جے یو آئی کے سیکریٹری جنرل سینیٹر مولانا سمیع الحق نے کہا ہے کہ دینی قوتوں کا ایک ہونا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے، جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی راہنما صاحبزادہ محمد صفدر شاہ جمعیت اہلحدیث کے مولانا محمد عبداللہ نے بھی اس فیصلے کا خیر مقدم کیا ہے ادھر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمان جالندھری نے اپنے رد عمل میں کہا ہے کہ اس وقت دینی قوتیں اور عالم اسلام انتشار کا شکار ہیں لیکن اس کے باوجود امریکہ اور عالم کفر اس سے خوف زدہ ہیں یہ اسلام کی حقانیت کی واضح دلیل ہے انہوں نے کہا ہے کہ تحریک ختم نبوت پاکستان کا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میں انضمام انتہائی اچھا اقدام ہے اور اس فیصلہ سے ختم نبوت کے کاز کو مزید تقویت ملے گی۔

نقوش اسلاف

محمد حنیف: جھنگ

ایک دفعہ ایک بدو نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر کچھ مانگا۔ آپ ﷺ نے عطا فرمایا اور پوچھا کہ خوش ہو؟ اس نے کہا "نہیں، تم نے میرے ساتھ کچھ بھی سلوک نہیں کیا۔"

اس گستاخی پر صحابہؓ کو غصہ آگیا اور اسے قتل کرنے کے لئے بڑھے مگر آپ ﷺ نے اشارہ سے منع فرمایا اور پھر گھر سے لا کر اس کو کچھ اور دیا۔ اب وہ خوش ہو گیا اور دعائیں دینے لگا۔

آپ ﷺ نے نہایت محبت سے فرمایا کہ "تیرا پہلا کلام میرے ساتھیوں کو برا معلوم ہوا۔ کیا تم پسند کرتے ہو کہ جو کچھ تم اب کہہ رہے ہو ان کے سامنے بھی کہہ دو تاکہ ان کے دل تمہاری طرف سے صاف ہو جائیں۔ اس نے کہا میں کہہ دوں گا۔"

دوسرے دن آپ ﷺ نے صحابہؓ کے سامنے اس سے سوال کیا "اب تم مجھ سے خوش ہو نا۔" اس نے کہا "بے شک" اور پھر دعا دی۔

آپ ﷺ نے فرمایا "ایک شخص کی اونٹنی بھاگ گئی۔ لوگ اس کے پیچھے دوڑتے تھے اور وہ آگے بھاگتی تھی۔ مالک نے دوسرے لوگوں سے کہا کہ تم سب رک جاؤ یہ میری اونٹنی ہے اور میں ہی اسے اچھا سمجھتا ہوں۔ اونٹنی ایک جگہ رک کر گھاس چرنے لگ گئی اور مالک نے اسے پکڑ لیا۔ میری اور اس بدو کی مثال ایسی ہی تھی۔ اگر تم اسے مار ڈالتے تو وہ بے چارہ دوزخ میں جاتا۔"

OOO

حضرت ابو بکر صدیقؓ خود فرمایا کرتے تھے کہ جب میں بچہ تھا تو ایک بار میرے والد ابو قحافہ میرا ہاتھ پکڑ کر ایک کوٹھڑی میں لے گئے۔ اس میں بت رکھے ہوئے تھے۔ انہوں نے ایک بت مجھے دکھا کر کہا "یہ ہمارا معبود ہے اسے سجدہ کرو۔" یہ کہہ کر مجھے وہاں چھوڑ دیا اور باہر چلے گئے۔

میں نے بت کے پاس جا کر کہا "میں ننگا ہوں مجھے کپڑے پہنا۔" اس نے کچھ جواب نہ دیا۔ میں نے پھر کہا۔ "میں بھوکا ہوں مجھے کھانا کھلا۔" اس نے کچھ جواب نہ دیا۔ میں نے ایک پتھر اٹھایا اور کہا "میں تجھے مارتا ہوں، اگر تو خدا ہے تو اپنے آپ کو بچا۔" اس نے پھر بھی کچھ جواب نہ دیا۔ میں نے اس پر پتھر دے مارا اور منہ کے بل گر پڑا۔

OOO

حضرت جنید بغدادیؒ ایک عالی مرتبت بزرگ تھے۔ ایک مرید آپؒ سے کبیدہ خاطر ہو گیا اور سمجھا کہ بس مقام ولایت خاصہ حاصل ہو گیا ہے اور وہ شیخ طریقت کا ضرورت مند نہیں رہا۔ ایک دن وہ اپنے پیرو مرشد کے امتحان کی غرض سے آیا۔ حضرت جنیدؒ پر اس کی قلبی کیفیت منکشف ہو گئی۔ اس نے آکر کوئی سوال پوچھا۔ آپؒ نے کہا "لفظی جواب چاہتے ہو یا معنوی۔" مرید نے کہا "دونوں" آپؒ نے فرمایا لفظی جواب تو یہ ہے کہ اگر تو نے اپنا امتحان کیا ہوتا تو میرا امتحان کرنے یہاں نہ آتا اور معنوی جواب یہ ہے کہ میں نے تجھے ولایت سے خارج کر دیا ہے۔" مرید کا چہرہ سیاہ ہو گیا اور اس کا سکون دل لٹ گیا، توبہ میں مشغول ہوا اور لغو باتوں سے پرہیز کرنے لگا۔ حضرت جنیدؒ نے فرمایا "تجھے یہ بھی خبر نہیں کہ اولیا واقف اسرار ہوتے ہیں اور تو ان کے مقابلہ کی تاب نہیں رکھتا۔" پھر اس پر دم کیا۔ اسے اپنی مراد حاصل ہوئی۔ وہ مشائخ کے ساتھ بدظنی سے دستبردار ہوا اور توبہ کی۔

OOO

ایک مرتبہ حضرت شبلیؒ کو تہمت جنون میں شفاخانے میں داخل کر دیا گیا۔ کچھ لوگ زیارت کے لئے آئے۔ آپؒ نے فرمایا "تم لوگ کون؟" لوگوں نے کہا "آپ کے دوست" آپؒ نے ان پر پتھراؤ شروع کر دیا، وہ سب بھاگ گئے، اگر تم میرے دوست ہوتے تو راہ فرار کیوں اختیار کرتے بلکہ میری اس زیادتی پر صبر کرتے۔ دوست تو دوست کی دی ہوئی تکلیف سے نہیں بھاگا کرتے۔"

OOO

حضرت سفیان ثوریؒ مخلوق خدا پر بہت زیادہ شفقت فرماتے تھے۔ آپؒ ایک مرتبہ بازار میں تشریف لے جا رہے تھے کہ وہاں آپ نے ایک پرندہ پنجرہ میں بند دیکھا۔ جو تڑپ رہا تھا اور آزاد ہونے کے لئے فریاد کر رہا تھا۔ آپؒ نے اسے خرید کر آزاد کر دیا۔ وہ پرندہ ہر رات آپؒ کے گھر آتا۔ آپؒ تمام رات نماز پڑھتے اور وہ پرندہ دیکھتا رہتا اور کبھی کبھی آپؒ کے جسم پر آکر بیٹھ جاتا۔ آپ کی وفات کے بعد جب آپ کا جنازہ لے جایا جا رہا تھا تو وہ پرندہ اپنے پر کو جنازہ پر مارتا تھا اور فریاد کرتا تھا اور لوگ ہائے ہائے کر کے روتے تھے۔ جب آپ کو دفن کر دیا گیا تو وہ پرندہ اپنے آپ کو قبر پر مارتا تھا۔ یہاں تک کہ قبر سے آواز آئی "حق تعالیٰ نے سفیان کو بخش دیا اس شفقت کے سبب سے جو اسے مخلوق پر تھی۔"

OOO

ایک دفعہ امام غزالیؒ کی مجلس میں لوگ انسانی کارناموں پر بڑی پرجوش بحث کر رہے تھے کوئی فاتحین کو بڑا ثابت کرنے کی کوشش کر رہا تھا تو کوئی دانائی و حکمت کو انسان کا سب سے بڑا کارنامہ بتا رہا تھا۔ امام صاحب کافی دیر تک خاموشی سے ان کی باتیں سنتے رہے۔ حاضرین میں سے ایک آدمی نے امام صاحب سے درخواست کی کہ وہ بھی اپنی رائے کا اظہار فرمائیں۔ امام صاحب نے کہا۔ "تم لوگ زیر بحث مسئلہ کے حل کی تلاش میں بہت دور نکل گئے ہو۔ حالانکہ انسان جو سب سے بڑا کارنامہ سرانجام دے سکتا ہے وہ تو ہمارے سامنے کی بات ہے۔" سب نے حیران ہو کر بیک آواز پوچھا "کون سی چیز؟" امام غزالی نے جواب دیا۔ "انسان کا اگر کوئی کارنامہ سب سے بڑا ہو سکتا ہے تو یہ کہ انسان اپنے دل اور زبان کو قابو میں رکھے۔ اور یہ کارنامہ بہت کم لوگ سرانجام دے سکتے ہیں۔"

OOO

poppies of two World Wars with sporadic outbreaks of hostilities here and there, while the third world war is looming large on humanity's head like the sword of Damocles. Far from putting an end to Jazia, Mirza's Qadiani Jamaat today is eating bread and butter of non-Muslims in Britain and elsewhere in European Christian countries.

Be just and tell me if the tokens the Prophet صلی اللہ علیہ وسلم swore by are discernible anywhere in Mirza's personality? Certainly not. Ponder, is Mirza a Masih a laughing stock?

(e) ***Killing of Dajjal***

As the Chief of Jews, Dajjal will first of all show himself off as a very holy man, then he will claim prophethood, next he will claim to be God (*Fath-ul-Bari*, Vol. 13, p. 79). He will be one-eyed and کافر (kafir) or (ک ف ر) will be inscribed on his forehead which every literate and illiterate Muslim shall be able to decipher. He will make his own paradise and hell. *(Mishkat. p. 473)*. Seventy thousand Jews of Esfahan will accompany him. (*Mishkat*, p. 475). He will appear forth from the middle of Iraq and Syria and raise mischief right and left. For forty days he will cause turmoil in the world. First day of the forty shall be equivalent to one year and second day to one month and the third day to one week and all the remaining days shall be of normal duration. He will travel fast like wind behind clouds. (*Mishkat*, p. 473). People out of fear will go into mountains.

Allah will give Dajjal leeway and capacity to rouse people to rebellion. Before his appearance there will be three exacting years, in the first of which, rainfall will be less by one-third of the normal, leading to a shortfall of one-third in grain production; rains in the second year will be less by two-third, resulting in a shortfall of grain by two-third, till in the third year there will be no growth as not one drop of rain will fall. Beasts and cattle will die on account of severe famine and drought. On the other hand, rain will fall on lands of those persons who would have reposed their faith in Dajjal. Therefore, their lands shall have vegetation and cattle shall return from pastures with filled bellies; those having no faith in him will be indigent and their cattle destroyed.

(*Mishkat* pp. 473-474).

When Dajjal shall go over desolate places, he will order the land to throw its treasures out; consequently treasures will emerge and accompany him. (*Mishkat* p.473). He will tell a bedouin, "If I bring your dead camels to life will you have faith in me?" He will reply, "Certainly!" Then, Satans, appearing as camels, shall come before him. He will think that his camels have really become alive. Thus, bound by spells, he will believe in Dajjal as God. Similarly he will tell a person, "If I bring your father and brother back to life, will you believe in me?" He will say, "Certainly"! Then he will go to the graves of his father and brother and there, Satans looking like his father and brother, will come out to him and say, "Yes, this is God and do believe in him." (*Mishkat*, p. 477). In this way, Dajjal, will mislead humanity and only Allah's chosen people will not be influenced by his deceit and trickery. Therefore the Prophet صلی اللہ علیہ وسلم was pleased to say in his will, that on hearing Dajjal's appearance people should run away from him. (*Mishkat*, p. 475).

At last Dajjal will turn towards Madinah Tayyibah but will not be able to enter Madinah and will encamp behind Uhad mountain. Then, angels of Allah, the Exalted, will turn his direction towards the country of Syria and having gone there, he will perish.

(*Mishkat* p. 475).

At the time when Dajjal will be heading towards Syria, Hazrat Imam Mahdi علیہ الرضوان will be busy fighting holy war with Christians on the front of Constantinople. Hearing that Dajjal had emerged, he would return to the country of Syria and will array his troops for a battle. At the time of 'Fajr' salat, when the congregation will be in a standing position before start of prayers, Hazrat Isa will descend. Hazrat Mahdi علیہ الرضوان will bring him forward to lead prayers and will himself go behind but Hazrat Isa علیہ السلام will order him to lead. (*Mishkat* p.480). After finishing prayers, Hazrat Isa علیہ السلام will go out to face Dajjal. He would run off on seeing Hazrat Isa and will start melting like lead. Hazrat Isa علیہ السلام will overtake him at Bab-e-Lud (at present under Israeli possession) and kill him. (*Mishkat*, p. 473).

Imam Tirmizi according to a narration of Hazrat Mujammi ibn Jariyah رضی اللہ عنہ relates this holy saying of the holy Prophet صلی اللہ علیہ وسلم that "Hazrat Isa علیہ السلام will kill Dajjal at 'Bab-e-Lud", and says:

> "Ahadith in this context have been related from Imran bin Husain, Naafey bin Aqbah, Abi Barzah, Huzaifah bin Usaid, Abi Hurairah, Kaisan, Usman bin Abil Aas, Jabir, Abi Umamah, Ibne Masood, Abdullah bin Umar, Samurah bin Jundab, Nawwas bin Samaan, Umar bin Auf, Huzaifah bin Yaman (that is from fifteen Companions or Sahabah) رضی اللہ عنہم This Hadith is Sahih. (*Tirmizi*, Vol. 2, p. 48).

In the (Christian) Salvation Army* there are 308 European and 2,866 Indian priests. Under them there are 507 Primary Schools in which 18,675 students study. Under different departments of this "Army", 3,200 men are nourished. As a result of these efforts and sacrifices it is said that 224 persons of different religions are being daily converted to Christianity in India".

Al-Fazl reports 81,760 persons becoming Christians every year in 1941 in India alone leave aside the remaining world. Judge for yourself. Does this amount to breaking the 'cross' for which the Prophet صلی اللہ علیہ وسلم had given the good news on oath. Could this counterfeit Masih be that breaker of 'Cross' for whom the Prophet صلی اللہ علیہ وسلم said: "Give my salaam to him!"

Let your conscience be the judge and remove the impure from the pure if you can. Take it for sure that there will come down the real Masih, and not this scarecrow! That Masih, who will wipe off the relics of Christianity from the face of the earth, will be different from this impostor.

Nothing what Mirza says stands but on crutches of circumvention. When foretellings of the Prophet صلی اللہ علیہ وسلم are straightforward why believe in the crookedness of a crook.

But Mirza had a brain-wave. He came out with an idea and said that Masih علیہ السلام was lying buried in a grave in Mohalla Khan Yar in Srinagar (Kashmir). This turned out to be Yuza Asef's grave but Mirza insisted on his version. Reason for his insistence was that thereby he would ask the people to take it for granted that 'Cross' had been broken. Then he went one step further to say that he had killed the god of Christians:

"In fact our purpose in life is twofold; one, to kill a prophet and second, to kill Satan".

(Malfoozat, Vol. 10, p. 60).

But those upon whom Allah has bestowed knowledge are aware that killing of the god of Christians was an "accomplishment" of Sir Syed Ahmad! At a time when Mirza Ghulam Ahmad firmly believed in a living Masih and used to prove that Masih was alive by quoting the *Ayat* of the holy Quran and his own "revelation" as on pages 498-99 and 505 in his *Braheen-e-Ahmadiya*, Sir Syed Ahmad at that very time had vainly and presumptively proved the death of Hazrat Isa علیہ السلام (God forbid) on the holy Quran's testimony. Result was that some persons were misguided by the notions of Sir Syed Ahmad, and men like Hakeem Noor-ud-Din, Maulvi Abdul Kareem and Maulvi Muhammad Ahsan Amrohvi and some modern educated people fell a prey to the belief of Masih's death. Therefore, if proving Masih's death means breaking the 'Cross' then, it is Sir Syed who deserves the title of the "promised Masih" and "breaker of Cross", and not Mirza!

Anyhow, it should also be noted that 'Cross' worship and expiation dogmas came to be accepted by the Christians when the 'Cross' was regarded sanctimonious because 'hanging' of Hazrat Isa علیہ السلام and his dying on it is the belief of Christians. Mirza differs from this belief only over one detail, that is, he says that Isa علیہ السلام did not die as a result of hanging but feigned dead-like and contrived to escape into Kashmir where he died a natural death later. In short, Mirza agrees with the Christians that Isa علیہ السلام is dead; so wherefore his claim of breaking the 'Cross' stands?

Islam calls the whole episode a story made up by the Jews in which the Christians acquiesced and I say Mirza, in his folly followed suit trailing behind them. Therefore, in Islam, Isa علیہ السلام was never crucified. Hence the crucifix has no sanctity. This truth will unravel at the time of Hazrat Isa's descent. His sublime presence shall put all spurious beliefs to naught.

(d) Wars will cease and Jazia will end

The above-quoted Hadith of *Sahih Bukhari* has mentioned the words یضع الحرب as one great deed of Hazrat Masih علیہ السلام i.e., he will put a stop to strife and war. Other Traditions in which these words are used, purport to signify that levy of Jazia will cease. Mirza mounts up his falsehood on the basis of this Prophetic saying and asks Islamic Ummah to become obedient to the British Government. For this reason he declared that holy wars waged against the British were 'Haram' (forbidden.). On the other hand, this Tradition merely meant to say that after the arrival of Hazrat Masih علیہ السلام all sorts of dissensions against one another shall disappear, whether religious or secular. There will be neither enmity nor resentment, no squabbles, no fights. In this situation, Jazia will automatically cease because religious feuds would have disappeared.

But, historically we find that during the post-death era of Mirza, his ill-omened being heralded

**Christian Missionaries have formed a Salvation Army which apparently means an "army" that will facilitate "salvation" of mankind. In common parlance it is known as Mukti Fauj. Mukti means salvation. The members of this "Army" wear standard uniforms. Muslim countries who are unmindful of the ramifications of this "Army", have given it liberty to spread "irtidad" (converting Muslims to Christianity, i.e., heathenism).*

The Prophet صلی اللہ علیہ وسلم pronounced the above three signs on oath and Mirza admitted them all. To quote him again: "An oath vouches that the news goes along with its prima-facie; there is no interpretation in it and no exclusion." Therefore, judge for yourself the act of that man who takes the liberty of circumventing the oath of the Prophet صلی اللہ علیہ وسلم. Would he be considered to have faith in the Prophet? صلی اللہ علیہ وسلم Certainly not!

(b) *Masih* علیہ السلام *will be a Just Authority*

The Prophet صلی اللہ علیہ وسلم also pronounced on oath that Masih علیہ السلام will come in the capacity of a ruler who is just and will perform Khilafat duties and would be a sovereign over the entire Millat-e-Islamia. On the other hand, we find Mirza begged to remain the most obedient servant of Queen Victoria of England. For generations Mirza was a faithful subject of the British Indian rulers and felt honoured when his ancestors were given a chair to sit on in the British Darbar held in Delhi. He took pride to be in the serfdom of British rulers. A toady of the British imperialists, he fawned on the British Queen, owed fealty to her Lords in India and worst of all he played a spy against the Muslims and his countrymen.

More so, Mirza was never a ruler of any description anywhere; far from it. He did not exercise any authority over any village of India even. At best, he served as a Munshi in District Court, Sialkot. The truth, therefore, is that no mark of identification spelled out by the holy Prophet صلی اللہ علیہ وسلم fits on him and Mirza admits his low profile in his book, *Izala-e-Auham* when he writes on page 200:

> "It is possible, rather very much possible, that such Masih will come in some era on whom the apparent words of the Ahadith of the Prophet صلی اللہ علیہ وسلم will fall true because this humble self has not come down with sovereignty or rulership of the world".

Thus Mirza cannot be deemed Masih because he does not befit the holy Prophet's صلی اللہ علیہ وسلم edict.

(c) Breaking of the Cross

Hazrat Isa's most important mission, after descending on the earth will be the reformation of his people who shall consist of his antagonists, the Jews and his protagonists, the Christians.

In those days, Dajjal the Jew, will be the leader of all the Jews. Hazrat Isa علیہ السلام will first put him to death and then make an end of the Jews. Then he will turn towards the Christians and reform them of their misguided notions that stemmed from the beliefs of Trinity, Crucification and Expiation. His descending in day-light before all eyes, the very spectacle, will dispel the deification dogma. A human among humans, his physique will refute dogmas of Trinity, Cross and Atonement. With a living Masih علیہ السلام around and spurious beliefs negated, the Christians shall pray to Allah for forgiveness. Naturally, they will take to Islam and will throw away all 'crosses', none remaining.

As you know, most evils in society take root from pork-eating. Therefore, Hazrat Isa علیہ السلام will destroy swine. In this way he will uproot all noxious practices at religious and social levels. Christians, converted to Islam, will break 'crosses' themselves and kill pigs and swine.

Could Mirza accomplish all this? How could he go against his swine-eater masters. Does a vassal go against his lord?

During the period he alleged he was busy in breaking the cross, he got an excuse that he had no time to go to Haj. The fact remains that Christianity made great progress during that very period. In his book, *Izala-e-Auham* he writes on page 491:

> "When slightly over half of the thirteenth century had passed, then this group of Dajjals appeared. They continued to make substantial progress till the end of this century. Then, as Padre Baker Sahib said, Christians reached up to the pi ch of five lakh in India alone. It has now been estimated that one lakh men will become Christians in the next twelve years."

It was the ill-omened step of Mirza that caused so many Christian bloomings to sprout up in India. This was the condition when he was alive. What happened after his exit from the world is quoted from a Qadiani newspaper, *'Al-Fazl'*, dated June 19, 1941, on page 5:

> "Do you know, there are 137 Christian missions operating in India i.e. Head missions; number of their branches is many more. More than 1800 Padrees are working in the Head Missions. There are 403 hospitals in which 500 Doctors are working. There are 43 printing presses and about 100 newspapers are printed in different languages. They are running 51 Colleges, 617 High Schools and 61 Training Colleges, where 60,000 students study.

Part2

And verily he (Jesus) shall be a sign of the Hour(of Judgment), so doubt not in it.
(Quran, Al-Zukhruf, 43:61)

IDENTIFICATION OF TRUE MASIH OF LAST ERA

A subject for the thoughtful & A treatise for the fair-minded

by
Maulana Muhammad Yusuf Ludhianvi

Translated by
K.M. SALIM

Edited by
Dr. Shahiruddin Alvi

"For instance this word is there in the Hadith of Sahih Muslim that when Hazrat

Masih will descend from the sky, his dress will be of yellow colour!"

Now, who does not know that Mirza came out from the womb of Chiragh Bibi? Is a woman's womb called 'sky'. Can you still say Mirza was Masih?

5. Details of deeds of Hazrat Masih

The holy Prophet صلی اللہ علیہ وسلم has given the details of the deeds which shall be accomplished by Hazrat Masih; for instance, Hadith of *Sahih Bukhari* says:

"I swear by Him in Whose hands is my life that soon there will descend among you Hazrat Isa Ibn-e-Mariam as a just authority; so (he) will break the 'cross', kill swine and discontinue war!"

(Sahih Bukhari, Vol. 1, p. 490).

This noble Hadith mentions several deeds which Hazrat Masih will perform after his descent. Before going into those, let's evaluate the significance of the Oath which was taken here b[y] the Prophet صلی اللہ علیہ وسلم First of all you shoul[d] understand what does an oath signify. An oath, [how]ever, is pronounced on those occasions wher[e] either the assertion appears doubtful, or som[e] element of astonishment exists or where th[e] assertion admits no incongruity. Absolute creden[ce] in the veracity of a statement is the *sine qua non* [of] an oath. Mirza agrees to this and in his boo[k] *Hamamat ul Bushra* on page 14 he says:

"An oath vouches that the news must go along with its prima-facie; there is no interpretation in it and no exclusion".

(a) ***Who is Masih*** علیہ السلام

The Prophet صلی اللہ علیہ وسلم testified that:

(i) *Name of the coming Masih shall be Isa* But Mirza's name was not Isa. It w[as] Ghulam Ahmad. Imagine the differen[ce] between Isa and Ghulam Ahmad? A[ny] connection between the two?

(ii) *Name of Masih's mother is Maria[m] Siddiqa:* But the name of Mirza's moth[er] was Chiragh Bibi.

(iii) *Masih* علیہ السلام *shall descend from t[he] sky:* But Mirza did not descend from the sky

سلسلہ نمبر ۴۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قارئین ختم نبوت سے تین سوال

محترم قارئین آپ کی دلچسپی کے لئے قادیانیت سے متعلق سوال و جواب کا ایک سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں ہم ہر دفعہ تین سوال شائع کریں گے جن کے جوابات آپ حضرات ڈاک کے ذریعے ارسال کر سکتے ہیں۔ سب سے پہلے موصول ہونے والے مکمل صحیح حل پر ۳ ماہ کی کے لئے رسالہ مفت جاری کیا جائے گا۔ ایک غلطی والے حل پر ۲ ماہ کی مدت کے لئے اور دو غلطی پر ایک ماہ کی مدت کے لئے رسالہ مفت جاری کیا جائے گا۔

سوال ۱ ...... امریکہ کی نائب وزیر خارجہ نے توہین رسالت کے قانون کے خلاف اور قادیانیوں کے حق میں امریکی سینیٹ میں بیان دیا ہے۔ کیا آپ اس امریکی نائب وزیر خارجہ کا نام بتا سکتے ہیں؟

سوال ۲ ...... امریکہ کے اسٹیٹ ڈپارٹمنٹ کی انسانی حقوق کی رپورٹ میں پاکستان میں درج توہین رسالت کے کل کتنے مقدمات کا ذکر ہے؟

سوال ۳ ...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں توہین رسالت کا قانون کن کن ممالک میں رائج ہیں؟

ٹوکن شمارہ ۴۲

نام ــــــــــــــــــــــــــــــ

ولدیت ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ

مکمل پتہ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ

ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ

ذاتی مصروفیات ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ

ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ

خط و کتابت کیلئے:

انچارج انعامی مقابلہ ہفت روزہ ختم نبوت "انٹرنیشنل" پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی کوڈ نمبر ۷۴۴۰۰

اہم ہدایات:

۱...... ساتھ منسلک ٹوکن کاٹ کر صحیح اندراج کر کے خط میں ارسال کیا جائے ورنہ حل مکمل تصور نہیں کیا جائے گا۔

۲...... تمام سوالات کے جواب صاف ستھرے کاغذ پر تحریر کریں۔

۳...... ہر شمارہ کا حل اس سے دو شمارہ کے بعد شائع کیا جائے گا۔

۴...... جوابی ٹوکن انچارج انعامی مقابلہ "ہفت روزہ ختم نبوت انٹرنیشنل" کے نام سے ارسال کریں

قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ (جدید ایڈیشن)

پروفیسر محمد الیاس برنیؒ

○۔ " قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ "برصغیر پاک و ہند میں وہ مشہور کتاب ہے جسے قادیانی عقائد و عزائم کا انسائیکلوپیڈیا کہا جاسکتا ہے۔

○ ..... آج تک اس کے تمام ایڈیشن لیتھو پر شائع ہوئے تھے جن میں موجود بہت سی غلطیاں کتاب کے حسن کو ماند کررہی تھیں۔

○ ..... اب اس کا جدید ایڈیشن کمپیوٹر پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے شائع کیا ہے۔

جدید ایڈیشن درج ذیل خصوصیات کا مجموعہ ہے:۔

۱..... قدیم قادیانی کتب اور ان کے جدید ایڈیشنوں کے حوالہ جات کا اضافہ کیا گیا ہے نیز روحانی خزائن (مطبوعہ ربوہ و لندن) کے حوالہ جات بھی شامل کردیئے گئے ہیں۔

۲..... قادیانی اخبارات و رسائل کے حوالہ جات بمعہ جلد، شمارہ، تاریخ اور صفحات بھی شامل کردیئے گئے ہیں۔

۳..... کتابت کی سابقہ تمام غلطیوں کو دور کردیا گیا ہے۔ حوالے کی اصل کتابوں سے عبارتوں کو ملا کر تصحیح کردی گئی ہے۔

۴..... سیرت المہدی کے حوالہ جات میں صفحہ اور جلد کے ساتھ روایت نمبر بھی درج کردیا گیا ہے۔

۵..... جہاں کہیں عبارتوں میں کتابت کی غلطی تھی اسے دور کردیا گیا ہے۔

۶..... فاضل مصنف مرحوم نے عنوان کے ساتھ صرف نمبر لگائے تھے۔ ہم نے فہرست میں ان عنوانات کے ساتھ صفحات بھی دے دیئے ہیں۔

۷..... ضمیمہ جات کے عنوانات کی فہرست کو اصل فہرست کے ساتھ لگادیا گیا ہے۔

۸..... مرزا قادیانی کے اشتہارات جو تبلیغ رسالت کے نام سے پہلے دس جلدوں میں تھے۔ ان حوالہ جات میں مجموعہ اشتہارات کی تینوں جلدوں کے صفحات دے دیئے ہیں۔

۹..... مصنف نے مرزا کے اقوال کفریہ مختلف قادیانی رسائل و اخبارات کے حوالہ کے ساتھ دیئے تھے۔ اب ملفوظات کے حوالہ جات بھی ساتھ لگادیئے گئے ہیں۔

۱۰..... مصنف کے زمانہ تصنیف کتاب ہذا کے وقت مرزا قادیانی کا کفر نامہ، تذکرہ، شائع نہیں ہوا تھا۔ اس ایڈیشن میں "تذکرہ" کے حوالہ جات بھی دیئے گئے ہیں۔

کمپیوٹر کتابت۔ عمدہ سفید کاغذ۔ سہ رنگ ٹائٹل۔ خوب صورت جلد۔ صفحات ۱۰۳۰

قیمت تین صد ر۳۰۰روپے صرف۔

ملنے کا پتہ۔ دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت۔ حضوری باغ روڈ۔ ملتان۔ فون نمبر ۵۱۴۱۲۲